بسم الله الرحمن الرحيم — نحمده ونصلى علىٰ رسوله الكريم — وعلىٰ عبده المسيح الموعودؑ

ماہانہ

مشکوٰۃ

قادیان

MONTHLY MISHKAT QADIAN

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد ۱۹ — اخاء ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمطابق اکتوبر ۲۰۰۰ء — شمارہ ۱۰

نگران : محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری

منیجر : طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر : منیر احمد حافظ آبادی M.A

کمپیوٹر کمپوزنگ : عطاء الٰہی احسن غوری۔
سید اعجاز احمد

دفتری امور : طاہر احمد چیمہ

مقام اشاعت : دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع : فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک : 60روپے
بیرون ملک : 20امریکن $
یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ : 5روپے

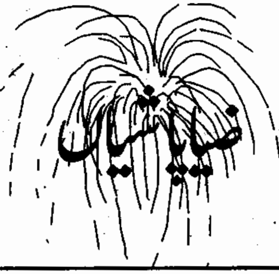

اداریہ	2	جماعت احمدیہ اور اردو زبان	19
فی رحاب تفسیر القرآن	3	اخبار مجالس	24
کلام الامام	4	رپورٹ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت	27
قرآن مجید ایک تعارف	5	مناظر اجتماع	30
وہ خزائن جو ہزاروں سال سے...	8	رپورٹ سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت	35
اسلام اور شادی	12	وصایا	39

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Prass Qadian and Published by Meneer Ahmad Hafizabadi for Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat

اداریہ

حقیقی اور مثالی احمدی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اے میری جماعت! خدا تمہارے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو دنیا کچھ چیز نہیں لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے بد قسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے۔ کیوں کہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

اس جامع اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت سے جو بلند توقعات فرمائی ہیں وہ یہ ہیں :۔

(۱) جماعت احمدیہ کے افراد کی تعلیم وہ تربیت اس رنگ میں تکمیل پائیں کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی صفات میں وہ رنگین ہوں۔ (۲) ان کے تمام غم و ہم عارضی و فانی دنیا کے لئے نہ ہوں بلکہ اُن کی زندگی کے تمام مراحل میں دین کا رنگ غالب آجائے۔ (۳) ہر احمدی ایک ایسی شاخ کی مانند ہو جو پھلوں سے لدی ہوئی ہو، خشک نہ ہو یہ تین اُمور ہیں جنہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں مثالی اور حقیقی احمدی کے لئے بطور معیار مقرر کئے ہیں۔

قارئین کرام! جب ہم اس پہلو سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اُنکی زندگیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل عکس تھیں۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کے مطابق اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اس قدر مگن تھے آپ کے تمام حرکات و سکنات کو وہ بطیب خاطر اپناتے اور اس میں غیر معمولی لذت محسوس کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن کے بارہ میں یہ گواہی دی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ یہی واحد معیار ہے کامیابی اور کامرانی کا۔ قومی لحاظ سے بھی اور انفرادی لحاظ سے بھی جب تک ہم اس معیار پر نہیں پہنچتے ہم مثالی احمدی نہیں بن سکتے یہ ایسا عظیم الشان مقام ہے جس پر فائز ہونے کے نتیجہ میں صحابہ کرام نے دُنیا میں وہ عظیم انقلاب برپا کیا جس کی نظیر دُنیا کے پردے پر نظر نہیں آتی۔ اِس خطاب کے معا بعد ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم نے یہ عظیم الشان رحانی مقام اپنی خشیتِ الٰہی کے نتیجہ میں حاصل کیا ہے۔ اس لئے ہر اُس شخص کے اس میں پیغام ہے جو اس راہ میں مجاہدہ کرنا چاہتا ہے اور قرب و وصال الٰہی سے لذت یاب ہونا چاہتا ہے کہ وہ اس رنگ میں اپنی زندگی گذارے کہ تمام اعمال و عقائد، گفتار و کردار سب کے سب خشیت الٰہی کے رنگ سے رنگین ہوں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

باقی صفحہ : 37 پر

والّذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماءً (النور)

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کے اعمال سراب کی طرح ہیں جس کو بعض دفعہ انسان پانی سمجھ لیتا ہے لیکن جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو وہاں کچھ بھی نہیں دیکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پاس کھڑا پاتا ہے اور وہ اس کا حساب پائی پائی چکا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جلد جلد حساب چکانے والا ہے

سراب ریت کے اس وسیع میدان کو کہتے ہیں جس پر سورج کی جب تیز شعاعیں پڑتی ہیں تو ایسی حرکت پیدا ہوتی ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کو کوئی دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ عرب اور افریقہ کے ریتیلے میدانوں میں کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ جب لوگوں کے پاس پانی نہ رہا تو وہ سراب کو دیکھ کر اُدھر چل پڑے مگر جتنا چلتے گئے وہ انہیں آگے ہی آگے نظر آتا گیا اور اس طرح وہ صحراء میں کئی میل دور نکل گئے اور آخر تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

فرماتا ہے۔ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے نور کا انکار کرتے ہیں اُن کی مثال بالکل سراب کی طرح ہوتی ہے یعنی جس مذہب میں وہ شامل ہوتے ہیں اس کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس طرح انہیں روحانیت حاصل ہو جائیگی مگر درحقیقت وہ ایک سراب ہوتا ہے جس میں روحانیت کا کوئی پانی نہیں ہوتا وہ ایک غلط اُمید کے ساتھ اس راستہ پر بڑھتے چلے جاتے ہیں مگر ان کا ہر قدم انہیں روحانی پانی سے اور زیادہ دور کرتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ اُن پر روحانی موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ خدائی فیوض سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتے ہیں۔ گویا مومنوں کے متعلق تو یہ بتایا تھا کہ وہ الٰہی نور کو اپنے اندر جذب کر کے خود بھی نور بن جاتے ہیں۔ مگر کافر کے متعلق بتایا کہ وہ ایسے صحراؤں میں بھٹکتا پھرتا ہے جن سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے دل میں تو فائدہ کی امید رکھتا ہے مگر انجام اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ پھر سراب کی مثال دیکر اللہ تعالےٰ نے اس امر کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ مومن جب اسلامی احکام پر عمل کرتا ہے تو وہ صرف خیالی طور پر یہ نہیں سمجھتا کہ وہ پانی کی طرف جارہا ہے بلکہ اسے نظر آرہا ہوتا ہے کہ وہ پانی پی رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیوض اور اس کی برکات سے متمتع ہو رہا ہے لیکن وہ لوگ جو جھوٹے مذہب کے پیرو ہوتے ہیں ان میں سے اگر کسی سے پوچھا جائے کہ تمہیں کچھ ملا بھی ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ ملا تو کچھ نہیں ممکن ہے اگلے جہاں میں کچھ مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سوا جسقدر مذاہب پائے جاتے ہیں ان پر چلنے والے یہی کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد پتہ لگے گا کہ ہمیں کیا ملتا ہے لیکن سچّے مذہت کا پیرو اس دنیا میں بتا دیتا ہے کہ مجھے یہ کچھ ملا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ مضبوطی کے ساتھ اس عقیدہ پر قائم ہو گئے اور حوادث کی آندھیاں ان کے پائے استقلال میں کوئی جنبش پیدا نہ کر سکیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور وہ انہیں تسلی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم ڈرو نہیں اور نہ کسی پچھلی کوتاہی پر افسوس کرو بلکہ ان اعلیٰ درجہ کی کامیابیوں پر خوش ہو جاؤ جو عنقریب تمہیں ملنے والی ہیں اور جن کا خدا تعالیٰ کی طرف سے تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس جنت میں تمہیں

(باقی صفحہ 38 پر)

کلام الامام

﴾حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن کریم نے کھولیں﴿

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ الخیر کلّه فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن کریم میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سر چشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے کہ قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں.......... قرآن ایک ہفتہ کے اندر انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے۔ اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔"

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27-26)

قرآن مجید - ایک تعارف

مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب صدر شعبہ تفسیر القرآن جامعہ احمدیہ ربوہ

ترتیب نزول اور ترتیب جمع میں فرق اور اس کی حکمت

قرآن مجید دیگر کئی پہلوؤں کے علاوہ اس لحاظ سے بھی دوسری تمام الہامی کتب سے منفرد اور مختلف ہے کہ اس کی ترتیب نزول اور ہے اور ترتیب جمع اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے ذریعہ سے دنیا کو ان کی زندگی کے روحانی اخلاقی معاشرتی مسائل کے بارہ میں ایک نیا نظام دیا جارہا تھا۔ اول مخاطب لوگوں کے حالات و مسائل اور پیش آمدہ واقعات اور ضروریات زمانہ کی مناسبت سے وحی قرآن کا نزول ہوتا رہا۔ ایک دین کو نئے سرے بالکل آغاز میں متعارف کرانے کے لئے جن امور اور جن عنوانات کی ضرورت پہلے ہو سکتی ہے وہ پہلے نازل کئے گئے۔ اور جن کی ضرورت نسبتاً بعد میں ہوتی ہے وہ حصہ تدریجاً بعد میں نازل ہوا ہے۔ مثلاً ابتداء میں اوامر و نواہی نازل نہیں ہوئے بلکہ لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے تبشیر و انذار پر مبنی آیات پہلے نازل ہوئیں۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

"قرآن مجید کا ابتداء میں جو حصہ نازل ہوا ہے اس میں جنت و دوزخ اور تبشیر و انذار کا ذکر تھا۔ جب لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس سے مانوس ہو گئے تب حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے۔ اگر سب سے پہلے ہی اوامر و نواہی آجاتے اور شراب جوا اور زنا وغیرہ کی ممانعت آجاتی تو لوگ بدک جاتے اور کہتے کہ ہم کبھی بھی ان عادتوں کو ترک نہ کریں گے۔

انذار و تبشیر والی آیات مکہ اس وقت نازل ہوئیں جب کہ میں ابھی کھیلتی کودتی چھوٹی بچی تھی اور احکام پر مشتمل سورتیں، سورۃ البقرہ اور سورہ النساء وغیرہ مدینہ میں اس وقت نازل ہوئیں جب میں شادی کے بعد رسول اللہ کے گھر میں تھی"

(بخاری کتاب فضائل القرآن۔ باب تالیف القرآن)

بہر حال جب ترتیب نزول اور ترتیب جمع الگ الگ تھیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ترتیب جمع کس نے مقرر کی؟ کیا رسول اللہ ﷺ خود یہ ترتیب مقرر فرماتے تھے یا یہ کام بھی الہام الٰہی سے ہوا؟

اس بات میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ قرآن مجید کی ترتیب جمع کا کام بھی یقیناً وحی الٰہی کے مطابق اور خدا تعالیٰ کی دائمی حکمتوں اور منشاء کے تحت ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کا یہ قول روایت کیا ہے کہ :

"رسول اللہ ﷺ پر ایک ہی عرصہ میں مختلف سورتوں کے حصے نازل ہوتے تھے۔ جب بھی کوئی حصہ نازل ہوتا تو لکھنے والے کو بلا کر فرماتے کہ اس حصہ کو فلاں سورۃ میں شامل کر کے لکھو جسمیں یہ ذکر ہے اور اس آیت کو فلاں آیت کے ساتھ لکھو۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 57)

حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

(ترجمہ) : "اس بارہ میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ قرآن مجید وحی متلو ہے۔ اور اس کا ہر حصہ متواتر اور قطعی ہے حتی کہ اس کے نقطے اور حروف بھی۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایک زبردست اور کامل اہتمام کے ساتھ ملائکہ کی حفاظت اور پہرہ میں اتارا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اس کے بارہ میں کسی قسم کا دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور ہمیشہ اس بات پر مداومت سے عمل کیا کہ اس کی آیت آیت آپ کی آنکھوں کے سامنے اسی طرح لکھی جائے جس طرح نازل ہوتی تھی۔ یہاں تک

کہ آپ ﷺ نے تمام قرآن کو جمع فرمادیا اور بنفس نفیس اس کی آیات کی ترتیب قائم فرمائی۔ آپ ہمیشہ نمازوں وغیرہ میں اس کی تلاوت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رفیق اعلیٰ اور محبوب رب العالمین سے جاملے"

(حمامتہ البشریٰ۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 217)

اسی طرح علامہ محمود آلوسی اپنی مشہور تصنیف تفسیر روح المعانی میں اپنا اور دیگر بزرگان امت کا مسلک اس بارہ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"سورتوں اور آیات کی ترتیب کے الہامی ہونے پر جمہور علماء متفق ہیں......جب کوئی آیت یا سورہ نازل ہوتی تو جبریل رسول اللہ ﷺ کو اس کی جگہ سے بھی آگاہ کرتے تھے۔"

(روح المعانی جزو اول صفحہ 25)

اور یہی مضمون علامہ القرطبی اور علامہ الخازن نے بھی اپنی تفاسیر میں درج کیا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) جلد 6 صفحہ 14 لباب التاویل (تفسیر الخازن) جلد 1 صفحہ 10)

مثلاً جب وہ البقرہ کی آیت واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله نازل ہوئی تو جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ اسے سورہ بقرہ کی دو سو اسی (280) آیات کے بعد لکھا جائے۔

(الباب التاویل جلد 1 صفحہ 265)

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت اس بارہ میں آخری اور قطعی فیصلہ کا حکم رکھتی ہے۔ فرمایا:

واذا تتلی علیهم ایتنا بینٰت قال الذین لایرجون لقاء ناائتِ بقرآن غیر هذا اوبدّلهُ۔قل ما یکون لی ان ابدّله من تلقاء نفسی۔ان اتّبع الّامایوحی الیّ (سورہ یونس 16)

یعنی کفار اس قرآن کو سن کر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آ یا کم از کم ہمارے لئے اس کی ترتیب میں کوئی تبدیلی کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس کا یہ جواب سکھلاتا ہے کہ اے نبی ﷺ! تو ان کو کہہ دے کہ اس میں کوئی تبدیلی کرنا میرے اختیار میں ہے ہی نہیں۔ میں تو اس بارہ میں صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھ پر کی جاتی ہے۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"مطلب یہ ہے کہ میں قرآن مجید کے متعلق تمام باتیں وحی الٰہی سے کرتا ہوں۔ اور اس میں خود کوئی دخل نہیں دیتا۔ لہذا میں کوئی تبدیلی یا تغیر نہیں کر سکتا۔ اس آیت سے ان لوگوں کا بھی رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ہر سورہ سے پہلے لکھنا آنحضرت ﷺ کے حکم سے ہے نہ کہ وحی سے یا ترتیب قرآن یا سورتوں کے نام آنحضرت ﷺ نے خود رکھے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 45)

پھر آپ رضی اللہ عنہ سورہ القیامۃ کی آیت نمبر 18 کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قرآن کو جمع کرنا کسی بندہ کا فعل نہیں بلکہ خود رسول کریم ﷺ کا بھی فعل نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ان علینا جمعه و قرآنه (القیامۃ۔ رکوع نمبر 1) یعنی قرآن کا جمع کرنا اور اس کا دنیا میں پھیلانا یہ دونوں کام خود کروں گا اور میرے خاص حکم اور نگرانی سے یہ کام ہوں گے۔"

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 52)

علاوہ ازیں ایک زندہ تاریخی ثبوت بھی اس سلسلہ میں ہمیں حاصل ہے اور وہ ہر سال رمضان میں جبریل کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس وقت تک نازل شدہ حصہ کا دور کرنا۔ اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے اس سال کے رمضان میں جبریل نے یہ دَور دو (2) دفعہ مکمل کیا۔

(بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب کان جبریل یعرض القرآن)

گویا ہر رمضان سے قبل تک اترنے والی کل وحی کی جو ترتیب ایک مرتبہ جبریل بتا چکے ہوتے تھے رمضان میں عملاً اس ترتیب کا اعادہ کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں۔"رمضان میں اس وحی کا آغاز ہوا ہے اور پھر جتنا جتنا قرآن نازل ہوتا رہا رمضان المبارک میں اس کی باقاعدہ دہرائی ہوتی رہی۔ اور جب سے قرآن کریم کا آغاز ہوا ہے اس کے بعد ہر اگلے رمضان میں جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور اس وقت تک جتنی وحی ہو چکی ہوتی تھی اسے دہراتے تھے۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ شروع سے ہی قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ترتیب کا ایک دور جاری تھا اور وہ ترتیب ساتھ ساتھ مکمل ہوتی جارہی تھی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7اپریل1989ء بمقام مسجد الفضل لندن)

یقیناً یہی ترتیب تھی جس کے مطابق خود آنحضرت ﷺ بھی اور آپ کے تمام صحابہ بھی نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ تلاوت کرتے رہے۔ یہ ترتیب ایسی واضح، معروف اور حتمی تھی کہ نہ صرف آنحضرت ﷺ کے حیات مبارکہ میں بلکہ آپ کی وفات کے بعد بھی صحابہ میں کبھی اس بارہ میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ آپ نے وحی الٰہی سے قائم کی جانے والی ترتیب صحابہ میں اس طرح راسخ اور رائج کردی تھی کہ نہ کبھی کسی کو اس بارہ میں کوئی ادنیٰ سا بھی شبہ پیدا ہوا نہ اختلاف ہوا۔

بایں ہمہ یہ بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں قرآن مجید کو ایک جلد میں جمع نہ کروایا تھا کیونکہ ایسا ممکن ہی نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ترتیب نزول اور ترتیب جمع مختلف تھیں نیز ایک ہی وقت میں متعدد سورتوں کی آیات کا نزول ہوتا تھا اور ان سورتوں میں آیات کی موجودہ ترتیب کے لحاظ سے آیات کا نزول نہیں ہوتا تھا بلکہ کئی پہلے لکھی ہوئی آیات نزولی ترتیب میں بعد میں نازل ہوئیں اور کئی بعد میں لکھی ہوئی آیات نزول کے اعتبار سے پہلے نازل ہوئی تھیں۔ اگر قرآن مجید کو ایک جلد کی صورت میں جمع کر لیا جاتا تو بعد میں نازل ہونے والا حصہ اپنی جگہ شامل نہ کیا جاسکتا۔ نیز اس کے نتیجہ میں کسی کے پاس کم آیات والا نسخہ قرآن ہوتا اور کسی کے پاس زیادہ والا۔ نتیجہ قرآن مجید کی صحت کے بارہ میں جو شبہات اور اختلافات پیدا ہو جاتے ان کی کوئی انتہائی نہ ہوتی۔ اور وہ کتاب جو دنیا سے شبہات اور اختیلافات کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کے لئے آئی تھی جس کا پہلا تعارف ہی لاریب فیہ ہے شبہات اور اختلافات کا شکار ہو کر خود ہمیشہ کیلئے مٹ جاتی۔ (نعوذباللہ)

خلاصہ یہ کہ جب تک یہ قطعی علم نہ ہو جاتا کہ اب جو وحی قرآن اتری یہ آخری ہے اسکے بعد اور وحی نہ اترے گی تب تک قرآن مجید کو ایک جلد میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ قطعی علم آنحضرت ﷺ کی وفات سے ہی حاصل ہوا۔ جس کا صاف منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ کام آپ کی وفات کے بعد ہی ہو سکتا تھا اور خدا تعالیٰ کی تقدیر نے اسے خلافت کے ذریعہ، جو آتی ہی نبی کے جاری کردہ کاموں کی تکمیل کیلئے ہے باحسن مکمل کروادیا۔ اللہ تعالیٰ جب زمانہ کی اصلاح کے لئے انبیاء کو مبعوث کرتا ہے تو انہیں زبردست کامیابیوں سے نوازا ہے حتیٰ کہ نابینا دشمن پر بھی اس کی صداقت کھل جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض امور ہنوز تشنہ تکمیل ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس مامور کو دنیا سے واپس بلا لیتا ہے جس کے نتیجہ میں بہت سارے خدشات پیدا ہو جاتے ہیں اور نادان حاسد خیال کرنے لگتے ہیں کہ اب اس سلسلہ کے برباد ہونے میں کوئی روک نہیں رہی۔ ایسے وقت اللہ کی سنت کیا ہے؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی (یعنی اپنے انبیاء کی ناقل) سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے، مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے....... پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے، اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔........ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔"

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد نمبر20 صفحہ 304-305)

بشکریہ خالد

قسط ششم

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

﴿عطاالٰہی احسن غوری قادیان﴾

تعارف براہین احمدیہ

جلد سوئم

پچھلی قسط میں یہ بیان چل رہا تھا کہ حضور علیہ السلام نے بڑے ہی مدلل رنگ میں اس وسوسہ کا بطلان کیا ہے کہ الہام محض دل میں پنپنے والے خیالات کا نام ہے اور تفکر سے پیدا ہوتا ہے نیز حضور علیہ السلام نے دنیا کے کاہن اور رمال اور قیافہ شناسوں کی پیشگوئیوں میں فرق دکھلایا۔ یہاں حاشیہ نمبر ۱۱ جسکا خلاصہ تحریر کیا جارہا ہے پر حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ جاری ہو رہا ہے۔ لہٰذا اب پہلے اسکا خلاصہ درج کیا جارہا ہے اس کے بیان کے بعد ہم دوبارہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی طرف رجوع کرینگے اور اس کے اختتام کے بعد کتاب کے اصل متن جہاں سے حاشیہ نمبر ۱۱ شروع ہوا تھا کی طرف آئینگے۔ (وما توفیقی الا باللہ العظیم)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان دنوں میری نظروں سے ابو عبداللہ صاحب قصوری کا ایک رسالہ گزرا جس کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے الہامات سے انکاری ہیں اور وہ الہام کو لغت کے معنوں کے مطابق تعبیر کر کے :

الہام چیزے در دل انداختن

وآنچہ خدا در دل اندازد

یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ الہام دل کے خیالات ہیں اور الہام ہونا کوئی خصوصیت اور سچائی کا معیار نہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر واقعی ان کا یہی مطلب ہے جیساکہ ان کی تحریرات سے واضح ہے تو وہ سخت غلطی پر ہیں قرآن مجید تو کثرت کے ساتھ ایسے نمونوں سے بھرا پڑا ہے جس میں خدا اپنے بندوں سے مخاطب ہوا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں مولوی صاحب کی تشفی اور تسلی کے لئے مزید لکھتا ہوں اور اپنے الہامات بیان کرتا ہوں۔

صورت اوّل :-

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جب خدا بندہ کو کسی امر غیب کی اطلاع دینا چاہتا ہے تو کبھی نرمی اور کبھی سختی اور گرانی سے کلمات نازل فرماتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"...اور جو کلمات سختی اور گرانی سے جاری ہوتے ہیں وہ ایسی پر شدت اور عنیف صورت میں زبان پر وارد ہوتے ہیں جیسے گڑے یعنی اولے۔ یکبارگی ایک سخت زمین پر گرتے ہیں یا جیسے تیز اور پرزور رفتار میں گھوڑے کا سم زمین پر پڑتا ہے اس الہام میں ایک عجیب سرعت اور شدت اور ہیبت ہوتی ہے جس

سے تمام بدن متاثر ہو جاتا ہے ... یہ الہام اکثر ان صورتوں میں نازل ہوتا ہے کہ جب خداوند کریم ورحیم اپنی عین حکمت اور مصلحت سے کسی خاص دعا کو منظور کرنا نہیں چاہتا۔یا کسی عرصہ تک توقف ڈالنا چاہتا ہے یا کوئی اور خبر پہنچانا چاہتا ہے کہ جو بمقتضائے بشریت انسان کی طبیعت پر گراں گزرتی ہو۔"(ص49-248)

حضور علیہ السلام الہام کی اس قسم کے لئے نمونہ کے طور بیان کرنے کے لئے تحریر فرماتے ہیں کہ تین سال قبل میں نے اسی کتاب کے لئے دعا کی کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تو یہی الہام شدید الکلمات ہوا کہ "بالفعل نہیں"۔

اسی طرح بعض الہامات نرمی سے زبان پر جاری ہوتے ہیں جیسے کہ گزشتہ الہام جسکا اوپر ذکر کیا ہے کہ بعد کافی عرصہ گزر گیا اور کتاب کے لئے کافی دقتیں تھیں تو میں نے دعا کی تب یہ الہام ہوا:

هُزِّ اِلَيكَ بِجِذْعِ النَّخلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيكَ رُطَباً جَنِيّاً

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سو میں نے سمجھ لیا کہ یہ تحریک اور ترغیب کی طرف اشارہ ہے۔اور یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بذریعہ تحریک کے اس حصہ کتاب کے لئے سرمایہ جمع ہوگا۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور بہت سے نمونے اس قسم کی وحی کے بیان کئے۔اور ساتھ ہی ساتھ ہندو و مسلمان صاحبان کے نام بھی بطور گواہ درج فرمائے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"...اور درحقیقت ایسے وساوس انہیں لوگوں کے دلوں میں اٹھتے ہیں کہ جو الہام الٰہی کی کامل روشنی سے بے خبر ہیں اور علم لدنی کی قدر شناسی سے بے بہرہ ہیں اور جن بے انتہا مراتب یقین اور معرفت تک خدا اپنے طالبوں کو پہنچا سکتا ہے ان عطیات الٰہیہ سے غافل ہیں۔"

(ص254)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی کئی جگہ اس صداقت کو بیان کیا ہے کہ امت محمدیہ میں کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جن کو خدا تعالیٰ اپنے الہام و وحی سے نوازے گا۔دیکھئے ایت

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم

میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ اس دعا کے ذریعہ تم تمام ان علوم ظاہری وباطنی کو پالو گے جو انبیاء علیہم السلام کو عطا کئے گئے۔اسی طرح ایت

رب زدني علما

میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔اگر اس سے مراد صرف ظاہری و دنیوی علوم مراد لئے جائیں تو یہ سخت نادانی ہوگی کیونکہ علم لدنی کا سارا کا سارا دارومدار ظنیات پر ہے۔اور ظنیات کا نام کیونکر علم رکھا جاسکتا ہے۔اسی طرح وعلمناہ من لدنا علما کے کیا معنی ہوئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پس جاننا چاہئے کہ خدا کے کلام پر غور صحیح کرنے سے اور صدہا تجارب مشہودہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ افراد خاصئہ امت محمدیہ کو جب وہ متابعت اپنے رسول مقبول میں فنا ہو جائیں اور ظاہراً اور باطناً اس کی پیروی اختیار کریں بہ تبعیت اسی رسول کے اس کی برکتوں میں سے عنایت کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف زہد خشک تک رکھنا چاہتا ہے۔ اور جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتوہ پڑیگا تو ضرور ہے کہ اسکو اپنے متبوع کی طرح علم یقینی حاصل ہو۔"

(ص 257)

انبیاء اور اولیاء اور عام لوگوں کے الہاموں کے بیچ فرق بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-"ہاں یہ سچ بات ہے کہ رسولوں کا الہام بہت ہی درخشاں اور روشن اور اجلیٰ اور اقویٰ اور اصفی اور اعلیٰ مراتب یقین کے انتہائی درجہ پر ہوتا ہے اور آفتاب کی طرح چمک کر ہر یک ظلمت کو اٹھا دیتا ہے۔ مگر اولیا کے الہاموں میں سے جب تک معانی کسی الہامی عبارت کے مشتبہ ہوں یا وہ الہام ہی مشتبہ اور مخفی ہو۔ تب تک وہ ایک امر ظنی ہوگا اور ولی کا الہام اسی وقت حد قطع اور یقین تک پہنچے گا کہ جب ضعیف الہاموں کی قسم میں سے نہ ہو۔ بلکہ اپنی کامل روشنی کے ساتھ نازل ہو۔ اور بارش کی طرح متواتر برس کر اور اپنے نوروں کو قوی طور پر دکھلا کر ملہم کے دل کو یقین سے پر کردے۔"

(صفحہ 259) (جاری)

U.T.I کے سلسلہ میں ایک ضروری وضاحت

یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کی آمد وغیرہ کے بارہ میں ربوہ سے موصولہ ایک وضاحت زیر فیصلہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 2000-4-7/1 غ م ریکارڈ کی گئی ہے۔ 2000-2001ء (اپریل 2000ء) سے اسی کے مطابق عمل درآمد ہوگا۔ موصی و موصیات حضرات مطلع رہیں۔

"یونٹس... ایسی Investment ہے جو منقولہ جائیداد کے زمرہ میں آتی ہے۔ اور یقیناً پس انداز آمد ہی انویسٹ کی جاتی ہے یا اور کوئی بھی صورت ہو جیسے کوئی موصی اپنے p.f سے قرضہ لیکر u.t.i میں انویسٹ کردے تو جو بھی اسکی آمد ہوگی اس آمد پر حصہ آمد بشرح وصیت ادا کرے گا نہ کہ بشرح چندہ عام۔

یہ ایک عمومی اصول یاد رکھ لیں کہ ہر منقولہ جائیداد جو بھی آمد پیدا کرتی ہے اس آمد پر حصہ آمد بشرح وصیت ادا ہوگا۔ اور غیر منقولہ جائداد جو بھی آمد پیدا کرے گی اس آمد پر حصہ بشرح چندہ عام ادا ہوگا۔ اس لئے u.t.i سے جو بھی آمد ہوتی ہے اس پر 1/10 یا جو بھی موصی کی شرح وصیت ہے اس کے مطابق حصہ آمد ادا کریگا۔"

(سیکریٹری مجلس کارپرداز قادیان)

اسلام اور شادی

از حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ

شادی شدہ زندگی اور ازدواجی زندگی میں مختلف قسم کی اڑچنوں اور مشکلات سے بچنے کیلئے اسلام نے جن اصولوں کا خلاصہ بیان کیا ہے وہ اسطرح سے ہے۔

اے پیغمبر:- تو مؤمنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کیلئے پاکیزگی کا موجب ہوگا جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے اچھی طرح خبردار ہے۔ اور مؤمن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں۔ سوائے اس کے کہ جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں پر سے گزار کر اس کو ڈھانک کر پہنا کریں۔ اور وہ صرف اپنے خاوندوں یا اپنے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی (ہم کفو) عورتوں یا جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں یا ایسے ماتحت مردوں پر جو ابھی جوان نہیں ہوئے یا ایسے بچوں پر جن کو ابھی عورتوں کے خاص تعلقات کا علم حاصل نہیں ہوا اپنی زینت ظاہر کریں۔ ان کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔ اور اپنے پاؤں (زور سے زمین پر) اس لئے نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہو جائے جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں۔ اور اے مؤمنوں سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(سورۃ نور آیت 31 تا 32)

یہ مختصر رنگ میں ان سوشل قوائد و قوانین کا ذکر ہے جن پر اگر ہم ایمانداری سے عمل کریں تو شادی کی پاکیزگی اور ازدواجی زندگی میں مضبوطی قائم ہو سکتی ہے۔ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کو روکا ہے وہ ہر دو کیلئے ایک جیسی ہی ہیں پر خواتین کا حسن خاص طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے مزید حفاظت کی تدابیر کی گئی ہیں۔ جو کہ مرد اور خواتین دونوں کے مفاد میں ہیں۔ اس تعلق میں صرف خواتین ہی محافظ کا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ شادی شدہ زندگی میں اور بھی بہت ساری باتیں کہی گئی ہیں۔ جو ازدواجی زندگی کو خوش اسلوبی سے چلانے میں مددگار ہو سکتی ہیں۔ اور عورتوں کو خصوصی حق بھی مہیا کرتی ہیں۔ ان میں سے کچھ کی بنیاد عورتوں کی خاص قدرتی بناوٹ پر ہے جیسا کہ ماں بننے کی حالت میں عورتوں کو خاص سہولیات اور مراعات کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اور ان کی طرف خاص دھیان دیا جاتا ہے جو کہ مردوں کا فرض ہے بلکہ یہ ان کی عزت کی نشانی ہے کہ وہ ان کی ہر طرح کی سہولیات کا خیال رکھیں۔ عام حالات میں خاوند کے کام کاج کے دائرے دفتر کارخانوں کھیت وغیرہ تک شامل ہیں۔ اور ساتھ ہی ہر خطرہ کے حالات میں آگے کی صفوں میں شامل ہونا اس کا فرض ہوتا ہے۔ جب کہ بیوی کے کام کاج کا دائرہ اس کا گھر اور بچے ہیں۔ موجودہ وقت میں ان حالات میں عدم توازن پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا فائدہ برائے نام ہے جب کہ نقصان بہت زیادہ ہے۔ کچھ خواتین کا جھکاؤ بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کی بجائے کیریر کی طرف زیادہ ہوتا ہے جس سے زندگی کی مفید اقدار مجروح ہوتی ہیں۔ پر کچھ

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا زیر نظر مقالہ Review of Relgions کے جنوری 1999 کے شمارہ سے ماخوذ ہے اس کا اردو ترجمہ عزیزہ عطیۃ القدوس بنت محترم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے مرحوم نے تیار کیا ہے۔ جزاہم اللہ

عورتوں کو اقتصادی مجبوری کی حالت میں یہ قدم اٹھانا پڑتا ہے اسلام اس انداز فکر کو بھی ناپسند کرتا ہے جبکہ مالی مشکلات کا متبادل حل تلاش کرنے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

اسلام نے والدین خاص کر ماؤں کیلئے خصوصی ادب اور احترام کی ہدایت فرمائی ہے جس سے انکا احترام بلند ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تیرے رب نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اگر ان میں سے کسی ایک پر یا دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آجائے تو انہیں (ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اف تک نہ کہہ۔ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر اور رحم کے جذبے کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور (ان کیلئے دعا کرتے وقت) کہا کر (کہ اے) میرے رب ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

(سورۃ بنی اسرائیل ایت 24 تا 25)

پھر فرمایا :-اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کی تعلیم دی تھی کیونکہ ان کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اٹھایا تھا اور پھر تکلیف کے ساتھ اس کو جنا تھا۔ اور اس کے اٹھانے اور دودھ چھڑانے پر تیس مہینے لگے تھے۔ پھر جب یہ انسان اپنی کامل جوانی یعنی چالیس سال کو پہنچ گیا اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور (اس بات کی بھی توفیق دے) کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں جنکو تو پسند کرے اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر۔ میں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔ (جو لوگ ایسا کرینگے) وہی لوگ ایسے ہونگے جن کے اچھے اعمال ہم قبول کرینگے۔ اور ان کی بدیوں سے ہم درگزر کرینگے۔ یہ لوگ جنت میں جائینگے یہ ایک سچا وعدہ ہے جو شروع (پیدائش آدم) سے مؤمنوں سے کیا گیا۔

(سورۃ الاحقاف ایت 15 تا 16)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ایک شخص نے پوچھا وہ کون ہے جس کا سب سے زیادہ ادب اور احترام اور عزت کی جائے تو آپ نے جواب دیا تیری ماں اس شخص نے پوچھا پھر اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا تیری ماں! اس شخص نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور جنگ میں جانے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس شخص نے کہا ہاں۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم ان کی دیکھ بھال اور خدمت کرو یہ جنگ میں جانے کے برابر ہی ہے۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا بہت ہی بد نصیب ہے وہ شخص جس کے والدین بوڑھے ہوں اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔

ماں کے لئے اس کا بچہ اس کا اپنا خون اور اس کی زندگی اس کی اپنی زندگی ہے رشتوں کا یہ دھاگا نہ ماں اور بچے کے درمیان اس کشش کو زندگی بھر بنائے رکھتا ہے بلکہ قبر بھی ایک حد تک اس کشش کو روک رکھتی ہے۔ ایک ماں جو کسی خاص مجبوری کے تحت اپنی اولاد کی خود پرورش کرنے سے قاصر ہو اور اپنے اس حق کو کسی آیا یا کسی سنبھالنے والی سوسائٹی کو سونپ دیتی ہے وہ ایک طرح سے اس متبرک حق کو چھوڑ دیتی ہے۔

جہاں تک اقتصادی مجبوری کا تعلق ہے اسلامی اقتصادیات میں یہ نظام ہے کہ بچے اور ماں کے کھانے پینے کی پوری ذمہ داری باپ پر ہے۔ اور ماں پر کوئی اقتصادی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر کسی حالت میں باپ اپنی ذمہ داری نبھانے سے قاصر ہو تو یہ ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے۔ اگر ماں کے پاس اپنے ذرائع ہیں تو وہ اپنی خوشی سے جو چاہے کر سکتی ہے پر یہ اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ عورت اور مرد دونوں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی آمدنی میں ایک دوسرے کو شریک کر سکیں مگر یہ قانون کے مطابق وہ انفرادی طور سے اس کے مجاز اور مالک ہیں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اور جس (چیز کے ذریعہ) سے اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض (دوسروں) پر فضیلت دی ہے اس کی خواہش نہ کرو جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس میں سے ان کا حصہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس میں سے ان کا حصہ ہے اور تم اللہ (ہی) سے اس کے فضل کا حصہ مانگو اللہ ہر چیز کو یقیناً بہت جاننے والا ہے۔ (سورۃ النساء ایت ۳۳)

فیملی کی حفاظت اور خورد و نوش کی ذمہ داری خاوند پر عائد ہوتی ہے ازدواجی زندگی میں جو آپسی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اس میں جو حصہ دار زیادہ ذمہ داریاں اٹھاتا ہے (خاوند) تو اس کو آخری فیصلہ کرنے کا اختیار بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خاوند یا باپ جسمانی طور پر زیادہ طاقتور ہوتا ہے اور افراد خانہ کی حفاظت اچھے طریق سے کرنے کا اہل ہوتا ہے۔ اس لئے اسے ہی فیملی کا محافظ ہونا چاہئے۔ زیادہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے نتیجہ میں خرچ کی نگرانی بھی اسی کی ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

مرد عورتوں پر فضیلت کے سبب سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو دوسروں پر دی ہے اور اس سبب سے کہ وہ اپنے مالوں میں سے (عورتوں پر) خرچ کر چکے ہیں نگران (قرار دئے گئے) (سورۃ النساء آیت ۳۵)

اگر ازدواجی زندگی میں آپس میں اختلاف پیدا ہو جائیں اور علیحدگی کا خطرہ ہو جائے تو صلح صفائی کے لئے معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اور اگر تمہیں ان دونوں (یعنی میاں بیوی) کے آپس (کے تعلقات) میں تفرقہ کا خوف ہو تو ایک پنچ اس (یعنی مرد) کے رشتہ داروں سے اور ایک پنچ اس (یعنی عورت) کے رشتہ اروں سے مقرر کرو (پھر) اگر وہ دونوں (پنچ) صلح کرانا چاہیں تو اللہ ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان موافقت پیدا کر دیگا اللہ یقیناً بہت جاننے والا (اور) خبر دار ہے۔ (سورۃ النساء ایت ۳۶)

شادی کے بعد اقتصادی ذمہ داریوں کو نبھانے کیلئے خاوند کو تفرقات سے آزاد ہونا ضروری ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب کہ ہر حالت میں بیوی گھر کی ساری ذمہ داریاں نبھائے۔ اسی طرح ورثہ میں مرد کا حصہ عورت کے مقابلہ میں دوگنا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے سوائے والدین کے حصوں کے جن کا زیادہ تر حالات میں برابر کا حصہ ہوتا ہے۔ اس طرح عورتوں کی مزید ازدواجی زندگی کی حفاظت کے لئے اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ جہاں شادی کے وقت اس کی مرضی کے بارے میں پوچھا جائے وہیں اس کے ولی کی منظوری لینا بھی ضروری ہے۔ ایسا اس عورت کی حفاظت کے لئے کیا گیا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ انجانے میں وہ کسی غلط شخص کو چن لے۔ اگر وہ یہ محسوس کرے کہ اس کا ولی اس کی مرضی کے خلاف ناجائز ہی شادی میں اڑچن لگا رہا ہے تو وہ قاضی سے درخواست کر سکتی ہے۔ جو ولی کے فیصلہ کو رد کر سکتا ہے۔ اسی طرح اسلام نے ان رشتوں کا بھی خلاصہ بیان کر دیا ہے جن میں شادی جیسے تعلقات قائم نہیں کئے جاسکتے۔ ان بتائی گئی باتون سے واضح ہے کہ اسلام مذہب میں جہاں ایک طرف آدمی کی ضروری ابتدائی سہولیات کا خیال رکھا گیا ہے وہیں اس کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے بھی خصوصی انتظام کئے ہیں۔ اس لئے شادی کو قوائد کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ جو کہ اخلاقی و روحانی ترقی کی حفاظت کے لئے مخصوص ہیں کسی بھی مذہب کے بنیادی قوائد و ضوابط میں یہ شامل ہیں اور جس حد تک کسی مذہب میں ان کا ذکر کم ہے۔ اتنا ہی وہ مذہب انسان کو بنیادی ضروریات کو پورا کرنے میں نااہل ہے۔ ایک خدا کا بنیادی اصول ہے جس کی اسلام نے خصوصی تعلیم دی ہے ہر دوسری چیز اسی اصول پر قائم ہے اور اسی کے ارد گرد گھومتی ہے۔ سبھی قوانین و سبھی قوائد ہر ایک خوبصورتی اور صحت و زندگی اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور اسی پر منحصر ہیں اگر یہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا نہ زمین و آسمان ہوتا اور نہ ہی انسان ہوتا اگر ایک خدا کے علاوہ کسی ہستی کا تصور کیا جائے تو وہ صرف جھوٹ ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :
اگر ان دونوں (یعنی زمین و آسمان) میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے پس اللہ جو عرش کا بھی رب ہے تمام نقصوں سے پاک ہے اور ان باتوں) سے بھی جو وہ کہتے ہیں۔
(سورۃ الانبیاء آیت ۲۳)
پھر فرمایا
اللہ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور اس کے ساتھ کوئی معبود نہیں (اگر ایسا ہوتا) تو ہر معبود اپنی پیدا کی ہوئی اشیاء کو الگ کر کے لے جاتا اور ان (معبودوں) میں سے بعض بعض پر غالب آجاتے اللہ پاک ہے اس سے جو یہ باتیں کرتے ہیں وہ غیب کا بھی علم رکھتا ہے اور حاضر کا بھی (علم رکھتا ہے) پس جن کو وہ اس کا شریک بناتے ہیں ان سے وہ بہت اونچا ہے۔
(سورۃ المؤمنون آیت 93-92)
اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اس کی ذات میں اس کی صفات میں سب سے بڑا روحانی جرم ہے اور ایسی غلطی ہے جو کبھی نہ ٹھیک ہو سکے سوائے اس کے کہ خدا کی رحمت ہو اگر اللہ کا شریک ٹھیرانا روحانی جرم ہے تو غیر اخلاقی طور پر جسمانی تعلقات پیدا کرنا ایک نفرت آمیز اخلاقی بیماری ہے اور اس کی بلند و بالا ذات ان برائیوں سے مبرا ہے جو اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اور ایک زانی زانیہ یا مشرکہ کے سوا کسی سے ہم صحبت نہیں ہوتا اور نہ زانیہ زانی یا مشرک کے سوا کسی سے ہم صحبت ہوتی ہے اور مؤمنوں پر یہ (بات) حرام کی گئی ہے۔ (سورۃ النور آیت ۲)
پھر فرمایا
اور تم مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں نکاح نہ کرو اور ایک مؤمن لونڈی ایک مشرک عورت سے خواہ وہ تمہیں (کتنی ہی) پسند ہو یقیناً بہتر ہے اور مشرکوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں (مسلمان عورتیں) مت بیاہو اور ایک غلام مومن ایک مشرک (آزاد) سے (بھی) خواہ وہ تمہیں (کتنا ہی) پسند ہو یقیناً بہتر ہے یہ لوگ (تو) آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم کے ذریعہ سے جنت کی اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لئے اپنی (معرفت کی) علامات کھول (کھول) کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۲)
وہ لوگ جو کسی مذہب کے ساتھ منسلک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پر ان کے اعمال اس کے برعکس ہوتے ہیں اور اپنے قانون بناتے ہیں وہ ہر ایک مذہب اور قانون سے دکھی ہوتے ہیں اور ان کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں ان کا کام لوگوں کے جذبات کو بھڑکانا ہے تاکہ وہ ان کے غصہ کا شکار ہو جائیں وہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے فکر مند ہوتے ہیں بجائے اس کے وہ خدا کو خوش کریں ان کی حالت تو ایسی ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے :
(اے مومنوں) تمہارا ڈر ان (منافقوں) کے دل میں اللہ سے بھی زیادہ ہے یہ بات اسلئے ہے کہ وہ ایک ایسا گروہ ہے جو سمجھ سے عاری ہے۔
(سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۲)
پر وہ جو سچے دل سے ایمان لاتے ہیں وہ روحانی قوانین کو ہر دوسری چیز پر مقدم رکھتے ہیں ان کے لئے یہ بڑی فکر مندی والی بات ہوگی کہ ان کو ان خطرناک حالتوں میں ڈالا جائے شادی کے تعلق میں دونوں فریقین کے بیچ مذہبی اختلافات کو بٹھانا خطرناک ہو سکتا ہے جبکہ وہ ایک دوسرے کے اعتماد اور احساسات کا احترام نہ کریں یہ اتنا خطرناک نہیں ہوتا اگر شادی کے موقع پر ہی اس بارےمیں آپسی تال میل بنالیا جائے پر یہ دونوں فریقین کے بیچ قدرتی پیار اور لگاؤ اس حالت میں اور بھی زیادہ دلکش ہوگا جب وہ ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اسلام اس بات کا دھیان رکھتا ہے کہ ایسی حالت میں عورتوں کو مردوں کی نسبت زیادہ خطرہ ہوتا ہے اگر کوئی غیر مسلم عورت کسی مسلمان سے شادی کرتی ہے تو اس کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ وہ اپنے والدین اور رشتہ داروں سے اس کے متعلق مشورہ کرے کہ اس کو بذات خود ان حالات میں ڈالنا ہے

یا نہیں اگر یہ عورت شادی کرنے کی خواہشمند ہے تو اس سے شادی جائز ہے۔

جیسا کہ فرمایا:

آج تمہارے لئے سب سے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور تمہارے لئے ان لوگوں کا (پکاہوًا) کھانا جنہیں کتاب دی گئی تھی حلال ہے اور تمہارا پکاہوًا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔ اور پاکدامن مومن عورتیں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان میں سے پاکدامن عورتیں جبکہ تم انہیں نکاح میں لاکر نہ بدکاری کے مرتکب ہو کر اور نہ (ہی) پوشیدہ دوست بنا کر ان کے مہر دے دو۔ (تمہارے لئے جائز ہیں) اور جو شخص ایمان رکھتے ہوئے کفر اختیار کرتا ہے تو سمجھو کہ اسکا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا (سورۃ المائدہ ایت ۶)

اسلام کی تعلیم کی رو سے اگر ایسی بیوی اسلام قبول کرے تو یہ انکے اور ان کے بچوں کے لئے بہتر ہوگا۔ جہاں تک مسلمان عورت کے کسی غیر مسلم سے شادی کرنے کا سوال ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی مصیبت میں نہ ڈالے جسمیں اسے اپنے مذہبی اصولوں کو چھوڑنا پڑے۔ اگر کوئی مسلمان عورت ایسی شادی کو نامنظور کرتی ہے تو یہ شادی نہیں ہوگی اور اگر اس کی خواہش ہو اور اس کے رشتہ دار اس سے راضی نہ ہوں تو بھی شادی نہیں ہوتی یہ اسلامی قوانین کے مطابق ناجائز ہوگی۔ کچھ حالات میں ایسی شادیاں ہو جاتی ہیں جیسا کہ سول میرج اس میں زیادہ تر حالات میں عورت کو یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے ایسی حالت میں اسلامی قانون اس پر لاگو نہیں ہوتا شادی موت یا طلاق سے ختم ہو جاتی ہے۔ خاوند کی موت کی حالت میں اسے مہر (اگر ادا نہ ہوًا ہو) اور وراثت میں بچے نہ ہونے کی صورت میں چوتھا حصہ اور بچے ہونے کی حالت میں آٹھواں حصہ ملیگا جس کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ النساء ایت ۱۳ میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ اسے ایک سال کا گزارا بھی دیا جائیگا عدت کا وقت گزرنے کے بعد وہ پھر سے شادی کرنے کے لئے آزاد ہے۔

(چونکہ چار ماہ دس دن کا وقت ہوتا ہے)۔ اگر وہ حاملہ ہے تو یہ وقت بچے کے پیدا ہونے تک بڑھ سکتا ہے۔ جہاں تک طلاق کا سوال ہے یہ جائز تو ہے پر ایک لمبی کاروائی کے بعد ہی ممکن ہے۔ کیونکہ اصل مدعا شادی کو جائے رکھنا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

اے ایماندارو تمہارے لئے (یہ) جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کو وارث بن جاؤ اور تم انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو۔ (سورۃ النساء ایت ۲۰)

حضرت زید کے تعلق سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کا قرآن مجید میں اسطرح ذکر ہے

اور اے نبی یاد کر جب تو اس شخص کو جس پر اللہ نے اور تو نے انعام کیا تھا کہتا تھا کہ اپنی بیوی کو روک رکھ (اور طلاق نہ دے) اور اللہ کا تقویٰ اختیار کر... (سورۃ الاحزاب ایت ۳۸)

اس ایت میں بھی اس بات کا ذکر ہے کہ یہ اختلافات ابھر سکتے ہیں اور مخالفت سے شادی خطرناک ہو سکتی ہے دونوں فریقین کو سمجھانا فائدہ مند ہو سکتا ہے کچھ وقت کے لئے علیحدگی بھی کی جا سکتی ہے پر یہ وقت چار ماہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا اگر وہ تعلقات کو حال رکھنا چاہتے ہوں تو اللہ بہت معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جو لوگ اپنی بیویوں کے متعلق قسم کھا (کر ان سے علیحدگی اختیار کر) لیتے ہیں ان کے لئے (صرف) چار مہینہ تک انتظار کرنا (جائز) ہے۔ پھر اگر (اس عرصہ میں وہ صلح کے خیال کی طرف) لوٹ آئیں تو اللہ یقیناً بہت بخشنے والا ہے (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ البقرہ ایت ۲۲۷)

یہ بات یہاں پر ختم نہیں ہو جاتی اب بھی پچھلی اچھی باتوں کو یاد دلا کر سمجھوتا کروایا جا سکتا ہے طلاق دوبار کم سے کم ایک مہینہ کے وقفہ پر دی جا سکتی اس بیچ کسی بھی وقت ہوًا ملن طلاق کو ختم کر سکتا ہے ایک طلاق شدہ عورت کو تقریباً تین ماہ انتظار کرنا پڑتا ہے (اگر وہ حاملہ ہے تو بچے کی پیدائش تک) اس کے بعد وہ دوبارہ شادی کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جن عورتوں کو طلاق مل جائے وہ تین (بار) حیض (آنے) تک اپنے آپ کو روکے رکھیں... اور اگر ان کے خاوند باہمی صلح کا ارادہ کر لیں تو وہ (مدت) کے اندر (اندر) ان کو (اپنی زوجیت میں) واپس لینے کے زیادہ حقدار ہے (سورۃ البقرہ ایت ۲۲۹)

جب مقررہ وقت قریب آئے تو آخری فیصلہ ضرور لینا چاہئے یا تو انہیں روک لیا جائے یا انہیں اچھے طریق سے وداکر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا:

اور جب تم عوتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی مقرر مدت (کی آخری حد) کو پہنچ جائیں تو یا تو انہیں مناسب طور پر روک لو یا انہیں مناسب طور پر رخصت کر دو اور انہیں تکلیف دینے کے لئے (اس نیت سے) کہ (بعد میں پھر) ان پر زیادتی کرو مت رو کو اور جو شخص ایسا کرے تو (سمجھو کہ) اس نے اپنی جان پر ہی ظلم کیا ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۲)

اگر آخری طور پر علیحدگی ہو جائے تو پھر اس عورت سے دوبارہ شادی کرنا جائز نہ ہوگا جب تک کہ وہ دوسری عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرے اور وہ شادی بھی ناکام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

پھر اگر (اوپر کی بیان کردہ طلاقوں کے گزر جانے کے بعد بھی خاوند اسے تیسری) طلاق دیدے تو وہ عورت اس کے لئے جائز نہ ہوگی جب تک کہ وہ اس کے سوا (کسی) دوسرے خاوند کے پاس نہ جائے لیکن اگر وہ (بھی) اسے طلاق دیدے تو ان دونوں کو بشرطیکہ اسے یقین ہو کہ وہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدوں کو قائم رکھ سکینگے آپس میں دوبارہ رجوع کر لینے پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں جنہیں وہ علم والے لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتا ہے۔ (سورۃ البقرہ ایت ۲۳۱)

اگر عدت کا وقت گزر جائے تو اس عورت کے کسی دوسرے سے شادی کی راہ میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہئے اگر طلاق شدہ ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے تو ایسی حالت میں باپ کو اسکا سارا خرچ اٹھانا ہوگا اور بچے کو طلاق شدہ ماں باپ کے درمیان جھگڑے کی وجہ نہیں بنانا چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں.... اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے یقیناً دیکھتا ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۴)

اس کے ساتھ ہی یہ نصیحت کی گئی ہے فرمایا

اور جن عورتوں کو طلاق دی جائے انہیں بھی (اپنے) حالات کے مطابق کچھ سامان دینا ضروری ہے یہ بات (ہم نے) متقیوں پر واجب (کردی) ہے۔

اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے (فائدہ کے) لئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو (سورۃ البقرہ سورۃ ۲۴۲ ۲۴۳)

اسلامی قانون میں اس بات کی طرف خاص فکر مندی ظاہر کی گئی ہے کہ طلاق شدہ مرد و عورت میں بچے کے رشتہ دار فیصلہ کرتے وقت بچے کے مستقبل اور دیکھ بھال کا خصوصی دھیان رکھیں خاص حالات کو چھوڑ کر عام طور پر باپ ہی اولاد کا سرپرست قرار دیا گیا ہے۔ ایسا ممکن نہ ہونے کی حالت میں والد کے مرد رشتہ دار سرپرست ہوگے یہ اسلامی قانون کے مطابق ہے سرپرست ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے بچے کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہے لڑکا ۷ سال تک اور لڑکی سارا بچپن اپنی ماں کے ساتھ رہ سکتی ہے ایسا ممکن نہ ہونے کی صورت میں ماں کی عورت رشتہ دار کے پاس بچے رہ سکتے ہیں ایسا بچوں کے دینی اور جسمانی نشو نما کیلئے ضرور ہے اس طرح بچوں کی دیکھ بھال اور ان سے محبت پیار کی ضروریات اس خصوصی حالتوں میں پوری ہو سکتی ہیں۔

معجزہ

"انسان کا سب سے پہلا معجزہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسے تقویٰ بخشے"۔ (ملفوظات جلد 4 ص 207)

جماعت احمدیہ اور اردو زبان

(سہیل ثاقب بسرا)

ارشاد خداوندی ہے :۔

وماارسلنا من رسول الا بلسان قومہ

(ابراہیم : آیت نمبر ۵)

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں کو ان کی قوم کی زبان دیکر بھیجتا ہے۔ چنانچہ تاریخ انبیاء اس بات کی شاہد ہے کہ جتنے انبیاء گذرے ہیں انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ ان ہی کی زبان میں کلام کیا اور خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔

حضرت محمد ﷺ کو جہاں "خاتم النبیین" کا لقب ملا وہاں آپکو زبان بھی ام الالسنہ عربی زبان عطا ہوئی۔

اس آخرین کے دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود وجود کو ایک ایسی زبان کے ساتھ بھیجا جو خاص و عام کے ہاں یکساں مقبول تھی۔ یہ زبان "اردو زبان" ہے۔

اردو زبان کا شمار دنیا کی معروف زبانوں میں ہوتا ہے۔ "اردو" اصل میں ایک ترکی لفظ ہے جسکے معنی "لشکر" ہیں، تو جسطرح ایک لشکر میں مختلف رنگ و نسل اور مختلف بولیاں بولنے والے ہوتے ہیں اور اسی طرح اردو بھی مختلف زبانوں کا مجموعہ ہے جس میں عربی، فارسی اور ہندی کا خاصا عنصر ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان ہونے کی حیثیت سے اردو زبان سے ہمارا ایک گہرا رشتہ ہے اور آپ علیہ السلام کی بیشتر تصنیفات بھی اسی زبان میں ہیں۔

فی زمانہ اسکی ترقی کا سہرا جماعت احمدیہ کے سر جاتا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ مستقبل میں بھی اسی کے دم سے پھلے پھولیگی۔ جسطرح جماعت احمدیہ 150 ممالک سے زائد میں سرایت کر چکی ہے اسی طرح یہ کہنا بھی حق بجانب ہوگا کہ اردو زبان کی رسائی 150 ملکوں سے تجاوز کر چکی ہے۔

دہلی کے ایک مشہور بزرگ شاعر خواجہ میر درد کا اردو کے متعلق ایک پیغام "میخانہ درد" میں یوں مرقوم ہے :۔

"اے اردو تو گھبرانا نہیں تو فقیروں کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خوب پھلے پھولیگی تو پروان چڑھیگی :۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بذات خود بھی اس کے خواہش مند تھے کہ اردو پروان چڑھے اور اشاعت اسلام میں اہم کردار ادا کرے۔ چنانچہ آپ اپنی تصنیف لطیف "تحفہ گولڑویہ" میں فرماتے ہیں :۔

"......خاص کر ملک ھند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کیلئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اپنے اس فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین میں رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکیں اور اشاعت (اشاعت اسلام۔ ناقل) کو

کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور تمام حجت کیئے
تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن
پھیلا سکتے ہیں۔ تب آنحضرت ﷺ کی
روحانیت نے جواب دیا دیکھو میں بروز کے
طور پر آتا ہوں۔"

(روحانی خزائن جلد 17' صفحہ 263 تحفہ گولڑویہ صفحہ 177)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اردو تصانیف اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ کو اردو سے کس قدر لگاؤ تھا اور پھر آپ نے ایک لمبا عرصہ مکہ معظمہ میں گذارا جہاں درس و تدریس آپ کا شغل رہا۔ چنانچہ وہاں بھی اردو آپ کے ساتھ تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی اردو زبان سیکھنے سکھانے پر زور دیا ہے۔ آپ کے طویل سنہری دور خلافت میں اردو زبان کو تقویت ملی۔ آپ کو اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ اردو مسیح دوراں کی زبان ہے اس لئے اس پر یہ لازم ہے کہ یہ دوسری زبانوں پر غالب رہے۔ چنانچہ آپ آیت "وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

"چونکہ اس زمانے کے مامور حضرت مسیح
موعود پر عربی کے بعد اردو میں الہام زیادہ
کثرت سے ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس
آیت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے
کہ آئندہ زبان ہندوستان کی اردو ہو گی اور
دوسری کوئی زبان اس کے مقابل پر
نہیں ٹھہر سکے گی۔"

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 444)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو علوم کے پھیلانے کے لئے بحیثیت خاتم النبین ہونے "ام الالسنۃ" عطا کی' اسی طرح موعود غلام کو جو آخرین میں مبعوث ہونے والا تھا ایک ایسی زبان عطا کی جاتی جو دوسری زبانوں پر سبقت لے جانیوالی ہوتی تا غلام کی اپنے آقا سے اس لحاظ سے بھی مناسبت رہتی۔

اللہ تعالیٰ نے اردو زبان کو الہام کے پانی سے سیراب کر کے اس کے افضل و اعلیٰ اور اس کی ہمیشگی کی ضمانت دے دی۔ حضرت مسیح موعود نے الہام کی روشنی میں قرآن و حدیث کے اعلیٰ خزانے تقسیم کئے۔ آپ کی 85 کے قریب تصانیف اس بات کا ثبوت ہیں کہ غلام نے اپنے آقا کا پیغام عوام الناس تک ایک ایسی زبان میں پہنچادیا جو ہر خاص و عام کے نزدیک قابل فہم ہے اور اس کی رسائی صرف ہندوستان تک نہ رہی بلکہ سارے عالم میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جانے لگی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 29 جولائی 1949ء کو اردو زبان کے فروغ کے سلسلہ میں جماعت کوئٹہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔

"میں آپ کو نصیحت کرونگا کہ اردو کو نئی
زندگی دو اور ایک نیا لباس پہنا دو۔ آپ
لوگوں کو چاہئے کہ ہمیشہ اسی زبان میں ہی
گفتگو کیا کریں.....بس ہمارے نوجوانوں کو
چاہئے اردو کو جو اب بے وطن ہو چکی ہے
اپنائیں یہ بھی ایک بڑا مہاجر ہے۔ جس
طرح مہاجروں کو زمینیں مل رہی ہیں'
چاہئے کہ اسے بھی اپنے ملک میں جگہ دی
جائے کہ آہستہ آہستہ یہ ہماری مادری زبان
بن جائے..... میرے نزدیک اردو زبان کو
ہی ہمیں اپنی زبان بنا لینا چاہئے اور اسے
رواج دینا چاہئے.....پس میری نصیحت تو
یہ ہے کہ تم اردو کو اپناؤ اور اسکو اتنا رائج کرو

کہ یہ تمہاری مادری زبان بن جائے اور
تمہارا لب و لہجہ اردو دانوں کا سا
ہو جائے۔"

(روزنامہ الفضل 6 دسمبر 66ء صفحہ 5)

حضور نہ صرف جماعت کو اردو زبان کی اہمیت و افادیت کے بارے میں آگاہ کرتے رہے بلکہ ساتھ ساتھ آپ جماعتی رسالوں کے علاوہ دوسرے اخبارات و رسائل میں مضامین کے ذریعہ اس زبان کی اہمیت و افادیت لوگوں کے دلوں میں اجاگر کرتے رہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے مارچ 1931ء میں ایک مضمون بعنوان "اردو رسائل زبان کی کس طرح خدمت کر سکتے ہیں" تحریر فرمایا۔ اس مضمون کو بر صغیر پاک و ہند کے نامور ادیب مولانا احسان اللہ خان تاجور نجیب آبادی نے اپنے رسالے "ادبی دنیا" میں نہ صرف جگہ دی' بلکہ ساتھ آپ کی تصویر بھی چھاپی اور مندرجہ ذیل ادارتی نوٹ بھی دیا۔ آپ نے لکھا:۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب
امام جماعت احمدیہ کی توجہات کا
میں سپاس گذار ہوں کہ وہ "ادبی دنیا" کی
مشکلات میں ہماری عملی امداد فرماتے ہیں
میں نے ان کی جناب میں امداد کی نہ کوئی
درخواست کی تھی اور نہ "ادبی دنیا" مذہبی
پرچہ ہے' مگر حضرت مرزا صاحب اپنی
عزیز مصروفیتوں میں سے علم و ادب اور
علم و ادب کے خدمت گذاروں پر توجہ
فرمائی کیلئے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔ ملکی
زبان و ادب سے جناب موصوف کا یہ اعتنا
ان علماء کیلئے قابل توجہ ہے جو اردو کی
خدمت کو تضیع اوقات سمجھتے ہیں۔"

("ادبی دنیا" مارچ 1931ء بحوالہ ذکر اردو صفحہ 11'64ء)

"ادبی دنیا" کے اس سے اگلے شمارے میں مولانا صاحب نے نہ صرف آپ کی تعریف کی بلکہ ساتھ ہی حضرت مسیح موعود کی اردو ادب کی خدمت کو سراہا۔ چنانچہ لکھا:۔

"پچھلے نمبر میں حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان
کی توجہ گراں کا حال آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔ امام
جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود
کے خلف الرشید اور ان کے خلیفہ ہیں۔ مرزا
صاحب مرحوم کی تصانیف اردو ادب کا ذخیرہ
گراں ہیں۔ سرلا بیہ کے مطابق ان کے
نامور فرزند کے دل میں اردو زبان کیلئے ایک
لگن اور اردو کے خدمت گذاروں سے ایک لگاؤ
موجود ہے۔"

("ذکر اردو" صفحہ 12 شائع شدہ 1964ء)

اب قارئین کی دلچسپی کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مضمون بعنوان "اردو رسائل زبان کی کسطرح خدمت کر سکتے ہیں" میں سے چند اقتباس پیش ہیں۔ جنہیں پڑھ کر یقیناً آپ کے دلوں میں بھی اردو کی خدمت کا جذبہ بیدار ہوگا چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اردو کی ترقی کیلئے ایسے ذرائع اختیار کرنے
چاہئیں کہ ایک محدود جماعت کی دلچسپی
بننے کی بجائے جمہور کو اس سے دلچسپی پیدا
ہو...... زبانیں چند آدمیوں سے نہیں
بنتیں خواہ وہ بہت اونچے پایہ کے کیوں نہ
ہوں...... زبان عوام الناس بناتے ہیں اور
اصطلاحیں علماء' اردو بھی اس قاعدے
سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی۔"

(رسالہ "ادبی دنیا" مارچ 1931ء بحوالہ ذکر اردو صفحہ 24)

پھر آپ لکھتے ہیں :۔

پس اگر ہم اردو کی ترقی کے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اس کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ ہمارے ادبی رسالوں میں اس کے علمی پہلوؤں پر بحثیں ہوں تا کہ صرف پیش آنیوالی مشکلات کے علاج کا ہی سامان نہ بلکہ عوام الناس بھی ان تحقیقات سے واقف ہوں...... اردو زبان کی لغت یا قواعد یا اصطلاحوں وغیرہ پر بحثیں ہوا کرینگی تو یقیناً تھوڑے عرصہ میں وہ کام ہو سکتا ہے جو بڑی بڑی انجمنیں نہیں کر سکتیں۔"

(ذکر اردو صفحہ 18)

ان عبارتوں کو پڑھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ خلفائے احمدیت کو کس قدر اردو زبان سے لگاؤ تھا اور اس کی ترقی کی کتنی خواہش تھی۔

اب جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے جذبہ خدمت اردو کیطرف آتے ہیں چنانچہ آپ اردو کانفرنس 1964ء منعقدہ ربوہ کے اختتامی خطاب میں فرماتے ہیں :۔

"اردو کے ساتھ جماعت احمدیہ کا ایک پائیدار اور روحانی رشتہ بھی ہے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اکثر تصانیف اردو میں ہی ہیں اس لئے اردو زبان عربی کے بعد ہماری محبوب ترین زبان ہے۔ اردو ہماری مذہبی زبان ہے' یہ ہماری قومی زبان ہے' یہ ہماری آئندہ نسلوں کی زبان ہے' یہ وہ قیمتی متاع ہے جو ہمارے اسلاف سے ورثہ میں ملی ہے۔"

(ذکر اردو صفحہ 20)

مزید فرماتے ہیں :۔

"اردو ایک زندہ قوم کی زبان ہے۔ ادبیات کی اہمیت مسلّم لیکن یہ نہ بھولئے کہ اردو زبان کا یہ بھی حق ہے کہ شعر و ادب کے روایتی اور محدود دائرے سے نکل کر زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہو جائے۔ ساری دنیا کے دلوں پر اس کی حکومت ہو۔ قومیں اسے لکھیں' بولیں اور اس پر فخر کریں اور بین الاقوامی زبانوں کی محفل میں اردو بھی عزت کے بلند مقام پر سرفراز ہو۔"

(ذکر اردو صفحہ 20)

اب ہم خلافت رابعہ کے دور میں داخل ہوتے ہیں' یہ سنہری دور جہاں اور بہت سے ترقیات کا مورد ٹھہرا' وہاں اردو زبان بھی کسی سے پیچھے نہ رہی۔ اس مبارک دور میں ایم۔ٹی۔اے M.T.A کا آغاز ہوا جو اس کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پر معارف خطبات جمعہ درس القرآن اور مجالس عرفان اس بات کا ثبوت ہیں کہ آئندہ کسی وقت اس زبان کو عالمی حیثیت اختیار کر جانا ہے اور سب سے بڑھ کر حضور انور کا صرف بچوں کو اردو زبان سکھانا اس بات کا شاہد ہے کہ اردو تمام دنیا پر چھا جانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ آپ جانتے تھے کہ گو جماعت احمدیہ کا بہت سارا لٹریچر دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا جا رہا ہے اور لوگ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں مگر پھر بھی آپ کو اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ مغربی دنیا میں بسنے والے احمدی اردو زبان کیطرف توجہ کریں تا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں مذکور نکاتِ روحانیت سے احسن رنگ میں مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ ذیلی تنظیموں کو توجہ اس امر کی طرف

مبذول کرواتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ آپ اردو کیطرف توجہ کریں الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعود کی اکثر تحریرات اردو میں ہیں جب تک آپ اردو نہیں سیکھیں گے آپ حضرت مسیح موعود کی پر معرفت کتب میں بیان فرمودہ نکات روحانیت سے صحیح معنوں میں آشنا نہیں ہو سکتے کیونکہ ترجمہ میں وہ خوبصورتی اور لطف ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جو حضور کی اپنی تحریرات کو پڑھنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جولائی 1993ء بمقام اوسلو ناروے)

اس وقت جماعت احمدیہ کے متعدد اخبارات ورسائل اردو زبان میں چھپ رہے ہیں علاوہ ازیں ایم۔ٹی۔اے اس زبان کو اکناف عالم تک پہنچا رہا ہے اور اس طرح جماعت احمدیہ کے تمام اہم اجتماع و تقاریب میں اسی زبان کو رونق بخشی جاتی ہے۔ یہ تمام امور اس بات پر شاہد ہیں کہ کس طرح خواجہ میر درد کی اردو زبان کے بارے میں پیشگوئی جماعت احمدیہ کے ذریعہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

حضرت مسیح موعود کی تصانیف کے طفیل قرآن وحدیث کے ایسے نکات معرفت ہم تک پہنچے جن کو قیامت تک فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی طبابت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہومیوپیتھک کلاسز اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ فی الحقیقت اردو زبان کا پودا بڑھا اور قد آور درخت کی صورت اختیار کر گیا جس کے ثمر سے ہر کوئی فیضیاب ہو رہا ہے۔ (بشکریہ ہفت روزہ سیر روحانی لاہور

☆☆☆

(معلومات میں اضافہ کیجئے)

☆ تحریک وقف نو کا آغاز ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو ہوا۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز کا انٹرویو ۲۵ مئی ۱۹۸۴ء کو بی بی سی ورلڈ سروس پر نشر ہوا۔

☆ ۱۹۸۹ء تک جماعت احمدیہ کی طرف سے ۲۷ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے تھے۔ جبکہ احمدیت کی دوسری صدی کے پہلے دس سالوں میں مزید ۲۵ زبانوں میں تراجم شائع کئے گئے اور یہ تعداد ۵۶ تک جا پہنچی۔ الحمدللہ (الفضل ۱۹ اگست ۹۸)

☆ ہفت روزہ اخبار الفضل انٹرنیشنل کا اجراء ۷ جنوری ۱۹۹۴ء کو ہوا۔

☆ ۷ جنوری ۱۹۹۴ء کو m.t.a کی باقاعدہ نشریات کا آغاز ہوا۔

☆ عالمی بیعت کا آغاز ۳۱ جولائی ۱۹۹۳ء بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ ہوا۔ اس بیعت میں ۸۴ ممالک کے دولاکھ چار ہزار سے زائد نو مبائعین شامل ہوئے۔

☆ عالمی درس القرآن کا آغاز ۱۲ فروری ۱۹۹۴ء کو M.T.A سے ہوا جو پانچ زبانوں عربی، بوسنین، فرنچ، اور رشین پر مشتمل تھا۔

☆ حضور انور نے ۲۳ مارچ ۱۹۹۴ء سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ہومیوپیتھی کلاس کا اجراء فرمایا۔

☆ ۵ اپریل کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں خوشخبری دی کہ اب ایم ٹی اے کا دائرہ پھیلتے پھیلتے ۲۴ گھنٹوں پر محیط ہو گیا ہے۔ مکرم مولوی ایوب علی خان صاحب مبلغ نیپال

(الفضل ۱۴ اپریل ۲۰۰۰ء)

اخبار مجالس

تربیتی اجلاس کلکتہ

مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ کے زیر اھتمام ایک تربیتی اجلاس مکرم عبد الحمید کریم قائد علاقائی خدام الاحمدیہ بنگال کی صدارت میں مورخہ 17/9/2000 ہوا جسمیں مکرم محمد زعیم شاھی صاحب ،مکرم طارق محمود صاحب، مکرم ناصر احمد خان صاحب اور مکرم محمد فہیم شاھی صاحب نے مختلف تربیتی موضوع پر تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب ودعا کے بعد اجلاس بر خواست ہوا۔

افتتاح مسجد احمدیہ کاواشیری

خدا کے فضل واحسان سے جماعت احمدیہ کاواشیری کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی اور انہیں مسجد بنانے کی توفیق ملی اس مسجد کے بنانے کے جملہ اخراجات کیرالہ کے ایک مخیّر دوست نے اٹھائے۔ مسجد کا افتتاح مورخہ 13/7/2000 کو مکرم اے پی کنجا مو صاحب صوبائی امیر کیرالہ نے کیا۔ مسجد میں تقریباً 500 افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے سب سے پہلی نماز مکرم مولوی محمد عمر صاحب نے پڑھائی۔ (ایچ شمس الدین مبلغ کاواشیری)

رپورٹ سالانہ صوبائی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر

مورخہ 20-19-18 اگست 2000ء کو مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ کشمیر کا چودھواں صوبائی اجتماع رشی نگر میں منعقد ہوا اس اجتماع کے خصوصی مہمان مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کشمیر تھے اس اجتماع میں تمام کشمیر کے صدر صاحبان مبلغین معلمین اور امیر صاحبان کو مدعو کیا گیا تھا نماز جمعہ کے بعد افتتاحی اجلاس منعقد ہوا بعد اجلاس خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ دوسرے دن خدام و اطفال کے ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے اور تیسرے دن مکرم امیر صاحب کشمیر کی زیر صدارت اختتامی اجلاس منعقد ہوا تقسیم انعامات اور دعا کے بعد یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا

اس اجتماع میں انتظامات بہت ہی اچھے تھے تمام منظمین نے اپنی ڈیوٹیاں بہت محنت اور لگن سے ادا کیں۔ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین کو اجر عطا کرے اور اجتماع کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین (بشارت احمد گنائی معتمد مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر کشمیر)

تربیتی اجلاس

مورخہ 6/10/2000 کو بعد نماز جمعہ مجلس خدام الاحمدیہ جموں کا تربیتی اجلاس مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ جموں کی زیر صدارت منعقد ہوا تلاوت اور عہد کے بعد پہلی تقریر مکرم اورنگ زیب صاحب نے کی دوسری تقریر مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد کے عنوان پر خاکسار نے کی آخر پر صدر اجلاس نے خدام واطفال کو نمازوں کی ادائیگی پر توجہ دلائی اور دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (گوہر حفیظ فانی قائد مجلس خدام الاحمدیہ جموں)

رپورٹ صوبائی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ بمقام ایرناکولم

رپورٹ :۔ابو صباح کاواشیری

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ کا دو روزہ صوبائی اجتماع مورخہ 16,17 اگست کو بمقام ایرناکولم خیرو خوبی منعقد ہوا الحمد لله علیٰ ذٰلك کیرلہ کی مختلف مجالس سے 500 سے زائد نمائندگان کے علاوہ بعض انصار بزرگان بھی اس روحانی اجتماع میں شریک ہوئے۔

پہلا روز : صبح 9 بجے رجسٹریشن شروع ہوا 10 بجے محترم سجد صاحب پڑبات قائد علاقائی کیرلہ کی زیر صدارت افتتاحی جلسہ کا آغاز ہوا تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم صدر اجلاس نے عہد خدام الاحمدیہ دہرایا محترم معتمد صاحب صوبائی نے رپورٹ پیش کی۔ اسکے بعد محترم اے پی کنجا مو صاحب صلابائی امیر کیرلہ نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں خدام کو حضور انور کی باتوں پر لبیک کہنے کی نصیحت فرمائی۔ بعدہ محترم شیراز احمد صاحب نمائندہ مرکزیہ و قائد صوبائی تامل ناڈو نے تقریر کی آپ نے خلافت سے وابستگی کی نصیحت فرمائی۔

اسکے بعد محترم مولانا محمد عمر صاحب نے بعنوان آنحضور ﷺ سے رونما ہونے والے عظیم الشان انقلاب پر تقریر کی۔ بعدہٗ تلاوت قرآن کریم نظم خوانی اردو عربی۔ ملیالم تقاریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ شام کو مجلس سوال وجواب میں محترم مولوی کے محمد احمد صاحب مشیر صوبائی امارت نے سوالوں کے جواب دیئے۔ رات کو محترم ڈاکٹر راگھو صاحب کی بعنوان "حادثات اور فسٹ ایڈ" کلاس تھی۔

دوسرا روز : نماز تہجد کے ساتھ پروگراموں کا اغاز ہوا محترم مولوی ناصر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز تہجد پڑھائی اور نماز فجر کے بعد مختصر سا درس بعنوان "اطاعت" دیا۔ اور مختلف مقابلہ جات ہوئے۔ محترم ماسٹر کے جرلی صاحب نے بعنوان Genitic En-gineering کلاس لی۔ بعد دوپہر 3 بجے اختتامی اجلاس زیر صدارت۔ محترم سجد صاحب پڑبات شروع ہوا۔ محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب ایڈیٹر "ستیہ دودن میگزین" نے بعنوان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام حیثیت موعود اقوام عالم تقریر کی محترم کے وی عیسیٰ کویا صاحب نے اجتماع کا جائزہ پیش کیا۔

محترم امیر صاحب صوبائی نے مختلف پروگراموں میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام کو انعامات تقسیم کئے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع خیر و خوبی سے اختتام پزیر ہوا اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

رپورٹ پندرھواں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ ,اطفال الاحمدیہ خانپور ملکی (بہار)

الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ خانپور ملکی کا پندرھواں سالانہ اجتماع مخصوص روایات کے ساتھ بتاریخ 26,27 اگست 2000 کو منعقد ہو کر نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پزیر ہوا۔

پہلا دن :افتتاحی اجلاس ۔ ٹھیک 5 بجے شام اجتماع کی

افتتاحی کاروائی زیر صدارت مکرم محمد انور حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک مکرم مولوی محمد برکات اللہ معلم سلسلہ نے کی۔ بعدہ مکرم صدر صاحب نے لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا۔ اس وقت اسلامی نعروں سے سارا ماحول گونج اٹھا۔ خدام الاحمدیہ اطفال الاحمدیہ کے عہد کے بعد خاکسار محمد اظہر حسین قائد و معتمد مجلس نے سالانہ رپورٹ کارگزاری پیش کی۔ بعدہ عزیزم ذکی انور دانش نے نظم سنائی اور آخر میں مکرم صدر صاحب اجلاس نے خطاب فرمایا۔ اور دعا کے ساتھ پہلے دن کا پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

پہلے دن کا دوسرا اجلاس بعد نماز مغرب و عشاء منعقد ہوا اس اجلاس میں اطفال الاحمدیہ کے علمی و ذہنی مقابلہ جات حسن قرات نظم خوانی، تقاریر، اور کوئز کروائے گئے۔

دوسرے دن صبح آٹھ بجے سے خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے ورزشی مقابلہ جات (ہائی جمپ، لونگ جمپ، دوڑ، اور سلو سائیکل) کروائے گئے۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس: شام سات بجے سے خدام الاحمدیہ کے علمی و ذہنی مقابلہ جات (مقابلہ حسن قرات، نظم خوانی، تقاریر اور کوئز) کروائے گئے۔

اختتامی اجلاس: اختتامی اجلاس کی کاروائی زیر صدارت مکرم محمد انور حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی منعقد ہوئی۔ مکرم خالد اشرف صاحب نے تلاوت کلام پاک کی۔ اسکے بعد خاکسار نے خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا اور مکرم سید منور عالم صاحب نے اطفال الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔ بعدہ مکرم مبین اختر صاحب سکریٹری مال نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرم صدر صاحب نے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کے درمیان انعامات تقسیم کئے۔ اور خاکسار نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اور عزیزم ذکی انور دانش نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ آخر میں مکرم صدر صاحب کا اختتامی خطاب ہوا اور دعا کے ساتھ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا الحمدللہ

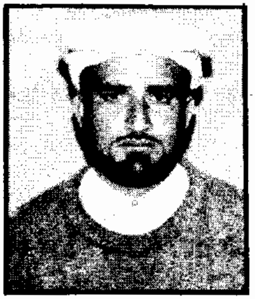

مینیجر مشکوۃ

جملہ قارئین مشکوۃ کی اطلاع کے لیئے اعلان ہے کہ مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ کو آئندہ کے لئے مینیجر مشکوۃ مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور بہتر رنگ میں فرض منصبی کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

خصوصی تعاون

حیدرآباد و سکندرآباد کے مشترکہ صوبائی اجتماع اور پندرہ روزہ تربیتی کلاس کے 150 سے زائد شرکاء کے لئے ضیافت کا اہتمام مکرم خلیل احمد ضمیر صاحب آف حیدرآباد نے کیا اور اس سلسلہ میں ہوئے تمام اخراجات بھی موصوف نے برداشت کئے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ حیدرآباد)

اعلان

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کے قائدین و عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا نیا سال یکم نومبر 2000ء سے شروع ہو رہا ہے۔ لہٰذا فوری طور پر درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

۱) سال کے آغاز میں ہی تجنید مکمل کر کے دفتر بھجوائیں۔

۲) نئے سال کی مجلس عاملہ مرتب کر کے دفتر سے منظوری حاصل کر لیں۔

۳) تشخیص بجٹ مرتب کر کے دفتر بھجوائیں اور ساتھ ہی سال گزشتہ کے بقایاجات کی بھی وصولی کر کے دفتر بھجوائیں۔

۴) کارگزاری رپورٹ بروقت بھجوائیں اور اس کی نقل صوبائی قائد کے پاس بھی روانہ کریں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

خلاصہ رپورٹ

قادیان دار الامان میں مجلس خدام الاحمدیہ کے 31اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے 22ویں سہ روزہ سالانہ اجتماع کاشاندار انعقاد

15 صوبوں کی مختلف مجالس سے 2500 خدام واطفال کی شرکت

قادیان 28 ستمبر 2000...الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا 31واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا 22واں سالانہ اجتماع 27-26-25 ستمبر 2000ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہو کر اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں جو اس صدی کا آخری اجتماع تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی کامیابی ہوئی۔ اجتماع میں شریک ہونے کے لئے جہاں ہندوستان کے 15 صوبوں (آسام، بنگال، اڑیسہ، بہار، یوپی، راجستھان، ہریانہ، ہماچل، پنجاب، جموں کشمیر، کرناٹک، آندھرا پردیش، تامل ناڈو، کیرلہ، مہاراشٹرا) سے کثیر تعداد میں نمائندگان تشریف لائے۔ وہاں امسال نو مبائعین کی آمد کے لئے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق تمام صوبہ جات میں کوشش کی گئی۔ خاص طور پر ان جگہوں سے جہاں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں ایسے خدام کو شرکت کے لئے بلایا گیا۔ جو واپس جاکر مجلس کے کاموں کو فروغ دے سکیں۔ چنانچہ امسال کے اجتماع میں چھ صد (600) نو مبائعین خدام و اطفال شریک ہوئے۔ جب کہ کل خدام و اطفال کی تعداد 2500 تھی جو کہ 91ء سے پہلے ہونے والے جلسہ سالانہ قادیان کے قریب قریب ہے۔ مساجد گراؤنڈ اور رہائش گاہیں جلسہ کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ امسال پنڈال کو پہلے سے بھی زیادہ بڑھا کر بنایا گیا تھا لیکن وہ بھی چھوٹا محسوس ہو رہا تھا۔ اگرچہ پروگرام کا آغاز 25 ستمبر سے نماز تہجد اور مزار مبارک پر اجتماعی دعا سے ہو چکا تھا تاہم افتتاحی تقریب سوا نو بجے پرچم کشائی کے بعد محترم چوہدری محمد اکبر صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام سے خصوصی خطاب فرمایا۔ پہلے روز کے سارے پروگرام نہایت کامیابی سے انجام پائے لیکن شبینہ اجلاس کے اختتام پر رات دس بجے نہایت شدید طوفان، آندھی اور بارش آئی اور بجلی سپلائی منقطع ہو جانے کی وجہ سے پورے شہر میں اندھیرا ہو گیا مگر خدام نے نہایت ہمت اور جانفشانی سے پنڈال کی تمام اشیاء محفوظ کرلیں۔ اور کوئی جانی و مالی نقصان نہیں ہوا۔ الحمد للہ۔

۔شدید طوفان اور بارش کے سبب اگرچہ سارا پنڈال زمین دوز ہو چکا تھا اور شامیانے پھٹ چکے تھا پنڈال کی جگہ اور اسپورٹس گراؤنڈ پانی سے بھر گئی تھی۔ 26 ستمبر کی صبح محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے گراؤنڈ اور پنڈال کا معائنہ کیا اور ہدایت فرمائی کہ پہلے پہر ہونے والے علمی مقابلہ جات بغیر کسی ترمیم و تبدیلی کے مقررہ وقت کے مطابق مسجد اقصیٰ میں کروائے جائیں۔ اور خدمت خلق اور ورزشی مقابلہ جات اور پنڈال کی تیاری پر متعین خدام کو ہدایت فرمائی کہ بہر صورت دوپہر تک پنڈال تیار کر دیا جائے اور گراؤنڈ خشک

کرنے کا انتظام کیا جائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے خدام گراؤنڈ اور پنڈال تیار کرنے میں لگ گئے اور بفضلہ تعالیٰ گراؤنڈ اور پنڈال اس طرح تیار ہو گئے جیسے یہاں کسی بارش یا طوفان کا واقعہ ہوا ہی نہ ہو۔ نو مبائعین خدام نے بھی گراؤنڈ اور پنڈال کی تیاری میں بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا اور دوسرے پہر کے جملہ پروگرام گراؤنڈ اور پنڈال میں ہی کئے گئے۔ اس صورت حال میں نوجوانوں کی ہمت کو سراہتے ہوئے بعض غیر مسلم افراد نے بر ملا کہا کہ ایسی تیز ہوا اور بارش میں جس طرح احمدی نوجوان ڈٹے رہے اور پنڈال کی تمام اشیاء سنبھال لیں اور کوئی جانی و مالی نقصان نہ ہونے دیا ہمارے نوجوان تو ایسا کبھی بھی نہ کرتے۔ آنے والے نو مبائعین بھی اس سے بہت متاثر ہوئے۔ بفضلہ تعالیٰ ہر سہ روز کے پروگرام نہایت کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئے۔ آنے والے جملہ خدام کے کھانے کا انتظام مجلس کی طرف سے کیا گیا تھا۔ پرانی مجلس کے نمائندگان کے علاوہ تشریف لانے والے نو مبائعین خدام نے علمی و رزشی مقابلہ جات میں جوش و جذبہ سے حصہ لیا۔ اور مقابلے اتنے سخت تھے کہ جج نے ایک کی بجائے دو دو کو اول دوئم اور سوئم پوزیشنز دیں۔ اور خصوصی انعامات کی سفارش کی۔ خدام نے ہر مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اس موقعہ پر بھارت کی جملہ مجالس کی کارگزاریوں کے خلاصہ پر مشتمل سالانہ رپورٹ پیش کی گئی اور موازنہ مجالس میں اوّل دوئم سوئم آنے والی مجالس حسب ذیل ہیں

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان۔۔۔اول
" " کالیکٹ۔۔۔دوئم
" " کوڈیا تھور۔۔۔دوئم
" " حیدر آباد۔۔۔سوئم
" " ناصر آباد۔۔۔سوئم

اسی طرح مجالس اطفال الاحمدیہ بھارت میں

اول مجلس اطفال الاحمدیہ	قادیان
دوم مجلس اطفال الاحمدیہ	کوڈیا تھور
سوم مجلس اطفال الاحمدیہ	کالائن

قرار پائیں۔

اس مرتبہ تقسیم انعامات کی تقریب بھی نہایت شاندار طریق پر منعقد ہوئی پوزیشن لینے والے خدام و اطفال کے ساتھ سبھی نو مبائعین کو بھی حوصلہ افزائی کی خاطر اچھے اور معیاری انعام دئے گئے۔ تقسیم انعامات کے وقت خصوصی طور پر نو مبائعین کا تعارف کروایا گیا۔ امسال کرناٹک سے تشریف لانے والے افریقی نسل کے نو مبائع خدام و اطفال کو جنکا ذکر سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز نے اپنے امسال کے خطاب جلسہ سالانہ لندن میں فرمایا تھا اسی طرح کالاہانڈی اڑیسہ سے آنے والے نو مسلم خدام و اطفال کو جو کہ ایک سال قبل عیسائیت سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور پر جوش خدام ہیں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خصوصی طور پر انہیں اسٹیج پر بلا کر حاضرین اجتماع سے متعارف کرایا۔ محترم صدر صاحب جب نگران دعوۃ الی اللہ صوبہ اڑیسہ تھے اس دوران انہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ موصوف ان دنوں صوبہ کرناٹک کے نگران دعوۃ الی اللہ ہیں جہاں پر بڑی تعداد میں افریقی نسل کے لوگوں نے بیعت کی ہے۔ امسال پہلی بار ایک صنعتی نمائش منعقد کی گئی جو نہایت دلچسپ اور دیدہ زیب تھی۔ اس نمائش میں قادیان اور باہر کی مجالس کے

خدام و اطفال کی تیار کردہ اشیاء رکھی گئی تھیں۔ جو بہت خوبصورت اور دستکاری کا عمدہ نمونہ تھیں۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب خدام کو نقدی کی صورت میں انعام دیا گیا۔ یہ نمائش نہایت دلچسپ ہونے کیساتھ ساتھ بیش قیمت معلومات کا بھی ذریعہ بنی۔

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی ہدایت کے مطابق اس بار اجتماع کے پروگرام اس ترتیب سے رکھے گئے تھے کہ آنے والے سبھی نو مبائعین نے کسی نہ کسی مقابلہ میں ضرور حصہ لیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کبڈی کے اول و دوم دونوں انعامات نو مبائعین کی ٹیموں نے حاصل کئے اسی طرح رسہ کشی دوڑ، اور مختلف ورزشی مقابلہ جات مین بھی نو مبائعین خدام و اطفال نے پوزیشن حاصل کی۔ امسال نو مبائعین کے لئے الگ معیار مقرر کیا گیا تھا۔ جس کے تحت علیحدہ سے ان کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے جس سے ان کے زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال نے علمی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اور وہ نئے عزم اور حوصلہ کے ساتھ واپس لوٹے ہیں۔

اجتماع کے آخری روز مسجد اقصیٰ میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں محترم قائم مقام ناظر صاحب اعلیٰ کی زیر صدارت صدر مجلس کا انتخاب عمل میں آیا اور مجلس کے دیگر ترقیاتی منصوبوں پر غور خوض کیا گیا۔ امسال کی مجلس شوریٰ میں 169 نمائندگان شامل ہوئے۔ اجتماع کے تمام پروگراموں میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی اور حاضرین اور حصہ لینے والوں کی کثرت نے تمام اندازے اور بجٹ توڑ دئے اور اخراجات میں پہلے سے بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں صوبائی اور علاقائی قائدین نے بہت اہم رول ادا کیا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مکرم خالد محمود صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو اجتماع کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا تھا موصوف کی نگرانی میں جملہ امور خیر و خوبی انجام پذیر ہوئے اور خدام نے بہت ہی محنت اور خلوص سے اجتماع کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اللہ کرے یہ اجتماع آئندہ صدی کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہو اور آئندہ اس سے بہت بڑھ کر ہمیں کامیابیاں نصیب ہوں اجتماع کی خبریں پندرہ کثیر الاشاعت اخباروں نے نمایاں سرخیوں اور تصاویر کے ساتھ شائع کیں اور صوبائی سرکاری ٹیلی ویژن کے ذریعہ بہت نمایاں رنگ میں اجتماع کی خبریں اور مناظر دکھائے گئے۔ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری مجلس کو ہر جہت سے فعال بنائے۔ اور ہم حضور انور کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں۔ آمین

(رپورٹ مرتبہ: قریشی محمد فضل اللہ نائب نگران اعلیٰ و منتظم شعبہ رپورٹنگ)

(تفصیلی رپورٹ اگلی اشاعت میں)

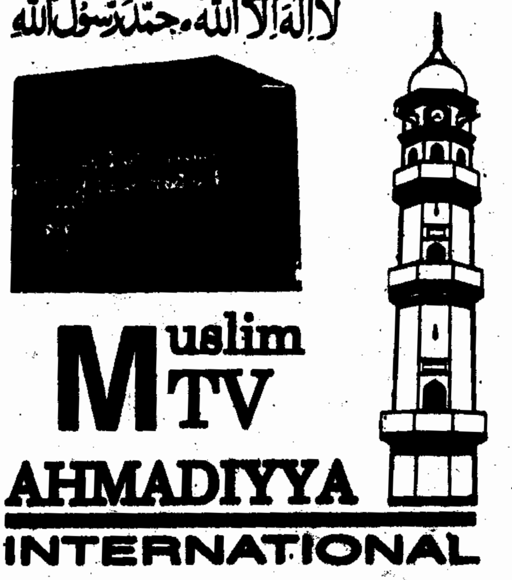

MTA AUDIO CHANNELS

• Main	: 6.50 MHz	• French	: 7.56 MHz
• English	: 7.02 MHz	• German	: 7.74 MHz
• Arabic	: 7.20 MHz	• Indonesian	: 7.92 MHz
• Bangla	: 7.38 MHz	• Turkee	: 8.10 MHz

اجتماع کے بعض مناظر

محترم چودھری محمد اکبر صاحب ایم۔اے۔ قائم مقام ناظر اعلیٰ کی صدارت میں منعقد اجتماع 2000 کے اجلاس سے
محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت خطاب فرماتے ہوئے

حاضرین اجتماع

محترم چوہدری محمد اکبر صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ نے موقعہ کی مناسبت سے خدام واطفال کو زرّیں نصائح سے نوازا

(1) محترم خالد محمود صاحب صدر اجتماع کمیٹی ونائب صدر خدام الاحمدیہ بھارت (2) محترم مولوی محمد فضل اللہ صاحب قریشی نائب صدر خدام الاحمدیہ بھارت خطاب فرماتے ہوئے (3) مجلس خدام الاحدیہ بھارت کی کارگذاریوں کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے زین الدین حامد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔ موازنہ مجالس میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس کا بھی موصوف نے اعلان کیا

کرناٹک کے وہ نومبائعین جن کا تعلق نسلاً افریقہ سے ہے۔ تقریباً200سال قبل ہندوستان میں آباد ہوئے تھے۔ان کے نمائندے محترم محمد حبیب اللہ صاحب معلم وقف جدید کے ساتھ قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔

اڑیسہ کے وہ نومبائعین جنہیں ایک سال قبل قبول اسلام کی سعادت حاصل ہوئی۔ان کے نمائندے اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ تصویر میں محترم محمد اکبر صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ و محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و محترم محمد فضل اللہ صاحب قریشی و محترم خالد محمود صاحب نائب صدر صاحبان نظر آرہے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے بعض نمائندے اپنے انعامات کے ساتھ

اجتماعی دعا کا ایک منظر

اجتماع کے موقعہ پر محترم چودھری محمد اکبر صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ نے مجلس کے ساتھ خصوصی تعاون کرنے والے اراکین کو انعامات سے نوازا۔ تصویر میں
(1) محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت (2) محترم خالد محمود صاحب صدر اجتماع کمیٹی (3) زین الدین حامد ایڈیٹر مشکوٰۃ (4) محترم شعیب احمد صاحب مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ بھارت

(1) محترم طاہر احمد صاحب چیمہ انچارج دفتر مشکوٰۃ (حال مینیجر) (2) مکرم عبدالحسن صاحب مہتمم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ۔
(3) مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب، موازنہ مجالس میں اول آنے والی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی ٹرافی حاصل کرتے ہوئے (4) محترم گیانی تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوۃ الی اللہ پنجاب وہماچل۔

مرکز احمدیت قادیان میں

مجلس انصار اللہ بھارت کے تیئیسویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

از شعبہ رپورٹنگ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت۔

عالمگیر جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں مجلس انصار اللہ بھارت کا تیئیسواں سالانہ اجتماع بتاریخ 23,24 ستمبر بروز ہفتہ و اتوار انتہائی روح پرور اور خوشگوار ماحول میں منعقد ہو کر خیر و خوبی اختتام پذیر ہوا

موازنہ مجالس : حسن کارکردگی میں مندرجہ ذیل مجالس نے پوزیشن حاصل کی۔

(1)۔ مجلس انصار اللہ قادیان — اوّل

(2)۔ مجلس انصار اللہ پلی مُرم (کیرالہ) — دوئم

(3)۔ مجلس انصار اللہ بنگلور — سوئم

جبکہ حیدرآباد، کالیکٹ، کیرنگ، تیرور، بھدرواہ اور سکندرآباد کی مجالس موازنہ کے اعتبار سے انفرادی طور پر حسن کار میں خصوصی انعام کی حقدار قرار پائیں۔ اس اجتماع میں ہندوستان کی 41 مجالس کے 87 نمائندگان کی حاضری ریکارڈ کی گئی۔ جبکہ مجلس انصار اللہ برطانیہ کی نمائندگی محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے فرمائی۔

23 ستمبر لیکر سالانہ اجتماع کا پہلا دن : حسب پروگرام کا باقاعدہ آغاز مورخہ 23 ستمبر بروز ہفتہ ٹھیک ساڑھے چار بجے مسجد مبارک میں باجماعت نماز تہجد کی ادائیگی سے ہوا۔

افتتاحی اجلاس : ٹھیک نو بجے صبح سالانہ اجتماع کا افتتاحی اجلاس محترم قائمقام ناظر صاحب اعلیٰ و امیر جماعت کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ حسب پروگرام سب سے پہلے محترم موصوف نے مسنون دعاؤں اور پرجوش نعروں کی گونج میں لوائے انصار اللہ کی پرچم کشائی فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید و عہد و نظم کے بعد محترم صدر مجلس نے ہی سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کے طور پر حضور کے چند بصیرت افروز ارشادات پڑھ کر سنائے۔ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نے انصار اللہ بھارت کی سالانہ رپوٹ کارگزاری پیش کی اور محترم صدر اجلاس نے صدارتی خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کا باضابطہ افتتاح فرمایا۔ بعدہ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب سابق صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے حمد باری تعالیٰ اور محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ قادیان نے سیرت آنحضرت ﷺ کا ایک درخشندہ پہلو مہمان نوازی کے عنوانات پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ بعد ازاں محترم مولوی ظہیر احمد خادم صاحب نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ بھارت نے اپنے سفر یورپ کے دلچسپ تاثرات بیان کئے۔

مجلس مذاکرہ : نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے اجتماعی کھانے سے فراغت کے بعد ٹھیک اڑھائی بجے زیر صدارت محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ بھارت اجتماع گاہ میں "تربیت نو مبائعین میں انصار اللہ کا کردار" کے عنوان کے تحت ایک دلچسپ اور پراز معلومات مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز مکرم مولوی نورالاسلام صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور محمد عبدالقیوم صاحب حیدرآباد کی نظم خوانی سے ہوا اس مجلس میں عنوان بالا پر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت، محترم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین اور محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد نے پر مغز تقاریر کیں۔

مجلس شوریٰ : بعد نماز مغرب و عشاء ٹھیک سات بجے اجتماع گاہ میں ہی محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کی زیر صدارت مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

24 ستمبر : سالانہ اجتماع کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس - ٹھیک پونے دس بجے صبح سالانہ اجتماع کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس محترم عبد الرشید صاحب آرکیٹیکٹ نمائندہ مجلس انصار اللہ برطانیہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قرآن مجید کی تلاوت اور نظم کے بعد اجلاس کی خصوصی تقریر محترم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے "جماعت احمدیہ اور مالی قربانیاں" کے عنوان پر کی۔ محترم صدر اجلاس نے بھی اپنے مختصر سے صدارتی خطاب میں مخلصین جماعت کے قابل رشک جذبہ قربانی و ایثار کے ضمن میں تین ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

بعدہ تین نو مبائعین یعنی مکرم امیر حمزہ صاحب آف بنگال، ظہیر الدین صاحب آف بنگال اور مکرم منیر احمد صاحب آف شولا پور نے اپنے قبول احمدیت کے دلچسپ و ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ جو سامعین کے لئے ازدیاد علم کا موجب تھے۔

اجلاس دوئم : نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد ٹھیک اڑھائی بجے دوسرے دن کا دوسرا اجلاس محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم خوانی کے بعد محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے سب سے پہلے دور دراز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اجتماع میں شمولیت اختیار کرنے والے نمائندگان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بعدہ محترم موصوف نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پابندی عہد و پیمان کی ضرورت و اہمیت پر سیر کن روشنی ڈالتے ہوئے انصار بزرگان اور بھائیوں کو بھی ہر آن اپنے عہد بیعت اور عہد مجلس انصار اللہ کا پاس محفوظ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ آخر میں آپ نے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ بصیرت افروز ارشادات پڑھ کر اپنے دلنشین خطاب کو ختم کیا۔ بعدہ مقابلہ نظم خوانی ہوا اور پھر ورزشی مقابلہ جات احمدیہ گراؤنڈ میں ہوئے۔

اختتامی اجلاس اور تقسیم انعامات : حسب پروگرام نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد اختتامی اجلاس ٹھیک سات بجے شب محترم قائمقام ناظر صاحب اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوا اس موقع پر محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت۔ محترم نائب صدر صاحب صف دوئم اور محترم چوہدری محمد عارف صاحب نائب صدر اوّل و اجتماع کمیٹی بھی آپ کے ساتھ سٹیج پر رونق افروز تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد تمام پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

آخر پر صدر اجلاس نے اجتماعی دعا کرائی اور سالانہ اجتماع انتہائی خیر و خوبی اور کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔ فالحمد للہ۔

پریس و پبلٹی : عزیزان مکرم کرشن احمد صاحب نمائندہ دینک جاگرن، مکرم لقمان احمد صاحب دہلوی نمائندہ ہند سماچار گروپ، مکرم طارق احمد خان، نمائندہ اجیت اور مکرم شمشاد احمد صاحب عدن نمائندہ پنجابی ٹریبون کے مخلصانہ تعاون اور کوششوں کے نتیجہ میں مورخہ 22/9/2000 تا 25/9/2000 مسلسل چار روز تک پنجاب کے مختلف اہم اخبارات میں سالانہ اجتماع کی تیاریوں اور اسکے انعقاد سے متعلق ٹھوس خبریں شائع ہوتی رہیں جو احمدیت کے تعارف اور تشہیر کا موجب ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے اس بابرکت روحانی اجتماع کو جملہ مجلس انصار اللہ بھارت میں بیداری کی ایک نئی روح پھونکنے کا موجب بنائے اور آئندہ اس سے بھی کہیں زیادہ بہتر رنگ میں انعقاد اجتماع کی توفیق بخشے۔ آمین یا ارحم الرحمین۔

تصحیح: گزشتہ شمارہ میں شائع آسنور کے مقامی اجتماع کی رپورٹ میں غلطی سے نائب صدر جماعت احمدیہ آسنور کا نام رفیق احمد ڈار لکھا گیا ہے۔ اصل میں مکرم بشارت احمد صاحب ڈار بطور نائب صدر خدمت کی سعادت پا رہے ہیں۔ انکی صدارت میں اختتامی اجلاس ہوا تھا۔ قارئین اسکی درستی کر لیں۔ (ادارہ)

الصالحون الغاشعون لربهم
البائتون بذکره و بکاء
قوم کرام لا نفرق بینهم
کانوا لخیر الرسل کالاعضاء
تبعوالرسول برحله وثواء
صاروا بسبل حبیبهم کعفاء
وتخیروا لله کل مصیبة
وتهللوا بالقتل والاجلاء

"وہ صالح تھے اپنے رب کے حضور عاجزی کرنے والے تھے وہ اس کے ذکر میں رو رو کر راتیں گذارنے والے تھے۔ وہ بزرگ لوگ ہیں۔ ہم ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے وہ خیر الرسل کے لئے بمنزلہ اعضاء کے تھے۔ انہوں نے سفر اور حضر میں رسول کی پیروی کی وہ اپنے حبیب کی راہ میں خاک راہ ہو گئے اور انہوں نے اللہ کی خاطر ہر مصیبت کو اختیار کر لیا۔ اور قتل اور جلاوطنی کو بھی خوشی قبول کر لیا۔"

دوسری اہم خوبی جو صحابہ میں پائی جاتی تھی کہ وہ سبقت فی الخیرات کے جذبات سے سرشار تھے۔ اپنے کمزور بھائیوں کے ہاتھ تھامے ہوئے نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ سیرت صحابہ کے مطالعہ سے ہمیں خوبی اس کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ عبادات کے معاملہ میں انفاق فی سبیل اللہ کے معاملہ میں ایثار اور قربانی اور ضیافت اور خدمت خلق کے کاموں میں ایسی مثالیں موجود ہیں جو ہمیشہ کے لئے قابل تقلید ہیں۔ جسکی بڑی لمبی تفصیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب سے جو کامل اعتماد تھا اس کا اظہار آپ نے یوں فرمایا:

"اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم"

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کسی کی بھی تم پیروی کرو گے تم ھدایت پا جاؤ گے۔

قارئین! ایک اور اہم صفت جو ان کے اندر پائی جاتی تھی۔ جو زندہ قوموں کی زندگی کی علامت ہے وہ ہے "رحماء بینهم" آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور مروت اور احسان کا سلوک کرنے والے ہوں گے۔ چنانچہ سیرت صحابہ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم ایک دوسرے کے ساتھ کسقدر ہمدردی رکھتے تھے۔ اور ایک دوسرے کی ہر ممکن مدد کیا کرتے تھے۔ اپنی ضرورتوں کو پس پشت ڈال کر اپنے بھائیوں کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہو جایا کرتے تھے۔ بیشمار ایسے واقعات ہمیں صحابہ کی زندگی میں نظر آتے ہیں، وہ ہر قسم کے کینوں بغضوں اور حسدوں سے بالکل پاک تھے۔ وہ غیبت اور تہمت جیسی معاشرتی برائیوں سے وہ کوسوں دور تھے۔ میدان جنگ میں شدت پیاس کی حالت میں بھی اپنے بھائیوں کو ترجیح دیتے اور خود شدت پیاس کی تاب نہ لاتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کر دیتے۔ اسلامی اخوت اور مودت میں وہ اسقدر پختہ تھے کہ مدینہ میں انصار اور مهاجرین کے درمیان قائم مواخات تمام دنیاوی رشتوں اور تعلقات سے بلند وبالا تھی۔ انہوں نے اپنے تمام دنیاوی لذتوں اور ذوقوں کو دینی و روحانی لذتوں سے بدل دیا۔ انکی زندگی میں ایک عجیب تبدیلی آئی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ترکوا الغبوق وبدلوا من ذوقه
ذوق الدعاء بلیلة الاحزان"

کہ انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اسکی لذت کو

غموں کی رات کی دعاؤں کی لذت سے بدل دیا۔

آج کے اس سائنس اور ٹیکنولوجی کے دور میں دنیادار آدمی اپنی راتوں کو لغو اور لھو، اور دنیاوی مشاغل میں گذارتے ہیں۔ ادنیٰ خواہشات اور نفسانی جذبات کی اسیری میں رات دن بسر کرتے ہیں۔ انکی ساری زندگی غفلت میں ہی کٹ جاتی ہے۔ بلند وبالا روحانی پرواز کی طرف اس کا دھیان نہیں ہوتا بلکہ ان کے تمام تر غم وھم دنیاوی نفع وزیاں کی طرف ہوتے ہیں۔

پس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی جماعت سے یہ اُمید رکھنا کہ "اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا تیار کرے جیسا آنحضرت ﷺ کے اصحاب تیار کئے گئے تھے" بہت وسیع مفاھیم اپنے اندر رکھتا ہے صحابہ کرام کی زندگی کے گہرے مطالعہ کے بعد آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور وہ انقلاب روحانی جو نشاۃِ اولیٰ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ذریعہ برپا کیا گیا تھا وہ آج اس زمانہ میں غلامان مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ برپا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اس عظیم اور یونیورسل انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے۔ پس ہمیں صحابہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے اُن اوصاف کو عملی میدان میں کر کے دکھانے کی ضرورت ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات کے مطابق ہم حقیقی اور مثالی احمدی بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ (زین الدین حامد)

(بقیہ فی رحاب تفسیر القرآن)

وہی کچھ ملے گا جو تمہارے دلوں کی خواہش اور آرزو کے مطابق ہوگا بلکہ جو کچھ تم مانگو گے وہی کچھ تم کو مل جائیگا۔

(ترجمہ آیت 31,32 سورۃ حم سجدہ)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اسلام مومنوں کے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ سچے دل سے اسلام پر ایمان لائیں اور اسکے احکام کے مطابق عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی ہمکلامی کا شرف عطا فرماتا ہے اور مصائب کے اوقات میں اپنے ملائکہ کے ذریعہ ان کے دلوں کو تسلی دیتا اور آئندہ حاصل ہونے والی اعلیٰ درجہ کی کامیابیوں کی بشارات دیتا ہے۔ مگر دوسرے مذاہب والے صرف اگلے جہاں کا وعدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد تمہیں نجات حاصل ہوگی گویا وہ صرف موہوم وعدوں پر انسان کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور جس طرح سراب کو دیکھ کر ایک پیاس سے بے تاب انسان کے دل میں یہ غلط امید پیدا ہو جاتی ہے کہ میں دریا کی طرف جا رہا ہوں حالانکہ وہ اپنی ہلاکت اور بربادی کی قبر کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے اسی طرح اسلام کے سوا دنیا میں جس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں چونکہ وہ اس دنیا میں الہی برکات کا کوئی نمونہ دکھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ نہ خدا تعالیٰ کا الہام ان پر نازل ہوتا ہے نہ معجزات و نشانات سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ نہ دعاؤں کی قبولیت کا کوئی نمونہ ان سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے وہ صرف اگلے جہان کے انعامات کا وعدہ کرتے رہتے ہیں، اور اس طرح ان کے ماننے والوں کا ہر قدم سراب کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے یہانتک کہ ایک دن موت کا زبردست ہاتھ انہیں اس دنیا سے جدا کر دیتا ہے۔ اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ آسمانی آبِ حیات سے کتنے دور رہے تھے اور غلط امیدوں نے کیسا تباہ کیا۔ غرض یہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک نمایاں فرق ہے جو اسلام کی فضیلت اور اس کے من جانب اللہ ہونیکا ایک زبردست ثبوت ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 48-347)

ضروری گزارش

تمام بقایاداران مشکوۃ سے التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے بقایاجات کی جلد از جلد ادائیگی فرمائیں۔ (مینجر)

وصـــایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع کریں (سیکریٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت 15087

میں شمیمہ حمید زوجہ مکرم عبد الحمید قوم مسلم پیدائش خانہ داری عمر 33 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پنگاڈی ڈاک خانہ پنگاڈی ضلع کنور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 9-11-15 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں منقولہ جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے

1۔ حق مہر 48 گرام سونا جو خاکسارہ کو مل چکا ہے۔

(ایک چین ایک انگوٹھی) اندازاً قیمت 18000 روپے

2۔ طلائی زیورات 16 گرام (ائرنگ اور نیکلیس) اندازاً قیمت 6000 روپے۔ اس کے علاوہ خاکسارہ کی کوئی جائیداد نہیں۔

خاکسارہ تین صد روپے ماہوار جیب خرچ پر حصہ آمد 1/10 ادا کرے گی۔ اس کے علاوہ خاکسارہ کی کوئی آمد نہیں ہے۔

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ۔

اس کے بعد جو بھی جائیداد یا آمد ہوگی خاکسارہ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہیگی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل کی جائیگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
یوابوبکر مبلغ سلسلہ	شمیمہ حمید	شریف احمد قادیان

وصیت 15088

میں امۃ النور زوجہ مکرم عطاء الرحمن خالد صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر 31 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1-11-2000 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

میری منقولہ وغیر منقولہ جائیدادوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت درج کی گئی ہے۔

1۔ حق مہر ذمہ خاوند مبلغ دس ہزار روپے۔

2۔ زیور طلائی سیٹ ایک عدد چین ایک عدد بالیاں ایک جوڑی ٹاپس ایک جوڑی کانٹے ایک جوڑی کل وزن 40 گرام قیمت مبلغ 17540 روپے۔

3۔ زیور نقری دو عدد سیٹ۔ پازیب ایک عدد چین مع لاکٹ ایک عدد بالیاں ایک جوڑی انگوٹھیاں دو عدد کل وزن 100 گرام قیمت مبلغ 800 روپے

4۔ میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

5۔ میری آبائی جائیداد کوریل کشمیر میں ہے آبائی جائیداد میں والدین کے علاوہ تین بھائی اور دو بہنیں حصہ دار ہیں۔ جائیداد مشترکہ ہے۔ والدین بقید حیات ہیں جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہے۔ جب بھی مجھے اس میں سے حصہ ملیگا دفتر بہشتی مقبرہ کو اس کی اطلاع کردوں گی۔ انشاء اللہ

مذکورہ بالا جائیدادوں کے 1/10 کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

6۔ میرا ذریعہ آمد کوئی نہیں ہے۔ میں اپنی حیثیت ومعیار کے مطابق مبلغ 300 روپے ماہوار مطابق رہن سہن کے اخراجات پر حصہ آمد میں چندہ بشرح 1/10 حصہ ادا کرتی رہوں گی۔

اس کے علاوہ اگر کبھی مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل تصور کی جائے۔

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السمیع العلیم

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

ملک محمد مقبول — لمۃ النور — عبدالمومن راشد

وصیت 15089

میں لمۃ الشافی رومی زوجہ مکرم محمد موسیٰ گجراتی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب

بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1-3-2000 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے

1۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ دس ہزار روپے ہے۔	
2۔ ہار کانٹے انگوٹھی طلائی ایک سیٹ وزن	30 grams
3۔ کانٹے طلائی ایک جوڑی وزن	10 ,,
4۔ کڑا طلائی ایک عدد وزن	10 ,,
5۔ چین طلائی ایک عدد وزن	22 ,,
6۔ بالیاں طلائی ایک جوڑی	7 ,,
7۔ انگوٹھی طلائی ایک عدد وزن	3 ,,
8۔ انگوٹھی طلائی ایک عدد وزن	2. 5 ,,
9۔ کوکے طلائی دو عدد	0. 5 ,,

کل 85 گرام

موجودہ قیمت 39950 روپے

نقری زیور وزن 70. 5 grams موجودہ قیمت مبلغ 600 روپے مذکورہ بالا منقولہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت حق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میرا ذریعہ آمد کوئی نہیں ہے میں رھن سہن کے معیار کے مطابق ماہوار 300 کے اخراجات پر جسکا سالانہ حصہ آمد مبلغ 360 روپے بنتا ہے حصہ آمد میں چندہ ادا کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

ادریس احمد اسلم قادیان — امۃ الشافی رومی — محمد مقبول طاہر قادیان

وصیت 15090

میں منیر احمد انور ولد مکرم نذیر احمد ننگلی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 40 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20-4-2000 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آمد کا ذریعہ صدر انجمن احمدیہ سے ملنے والی تنخواہ مبلغ 2412 روپے ماہوار ہے۔

اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گا اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز کو کروں گا۔ انشاء اللہ۔

اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ العمل ہوگی۔ ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم

گواہ شد — العبد — گواہ شد

محمد عبدالرزاق — منیر احمد انور — داؤد احمد قریشی